قواعد وضوابط وہدایات برائے مدارس

آج سے تقریباً نصف صدی قبل اکابرینِ وفاق المدارس العربیہ نے ملحقہ دینی مدارس وجامعات کے تعلیمی وادارتی نظام کی بہتری و اصلاح کی غرض سے کچھ قواعد وضوابط اور مفید وکارآمد ہدایات مرتب کی تھیں۔اس سے قبل ماہنامہ وفاق المدارس کے اوائل زمانۂ اجراء میں یہ تحریر چھپ چکی ہے۔افادۂ عام کی غرض سے اسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

(۱) تصدیق نامہ:......تمام مدارس ملحقہ وفاق میں داخلہ اوراخراج بذریعہ تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹ) ہوگا۔

توضیح:...... یعنی اگر کوئی طالب علم ایک ملحقہ مدرسہ کو چھوڑ کر دوسرے ملحق مدرسہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے مدرسہ کو درخواست دے کہ میں فلاں وجوہ کی بنا پر مدرسہ چھوڑنا چاہتا ہوں، مجھے تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹ) اور مدرسہ چھوڑنے کی اجازت دے دی جائے، مہتمم کو چاہئے کہ اختتام سال پر یعنی سالانہ امتحان کے بعد تصدیق نامہ دے دیں، لیکن اگر وسط سال میں یعنی تعلیم شروع ہونے کے بعد مدرسہ چھوڑنا چاہے تو اس سے مدرسہ چھوڑنے کی وجوہ دریافت کریں اوراس کا تحریری بیان لے کر تصدیق نامہ کے ساتھ منسلک کردیں، نیز دیانت داری کے ساتھ اپنی رائے بھی ثبت کردیں، دوسرے مدرسہ والے (جس میں طالب علم داخل ہونا چاہتا ہے) اگر آغاز سال میں داخل ہوتا ہے تو جس درجہ کا وہ امتحان پاس کرکے آیا ہے بغیر امتحان داخلہ لئے اگلے درجہ میں داخل کرسکتے ہیں بشرطیکہ طالب علم کی استعداد پر ناظم امتحان داخلہ کو اطمینان ہو ورنہ داخلہ کا امتحان لے سکتے ہیں، اوراگر طالب علم وسط سال میں آتا ہے اورسابق مدرسہ چھوڑنے کے وجوہ معقول ہیں اور تعلیم کے تسلسل میں انقطاع نہیں واقع ہوا تو بغیر امتحان داخلہ اسی درجہ میں داخل کرسکتے ہیں جس میں وہ پہلے پڑھ رہا تھا، لیکن اگر وجوہ کچھ معقول نہیں یا تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے تو امتحان داخلہ لے جس درجہ کا وہ اہل ہو، اس میں داخل کریں بشرطیکہ اس کی اخلاقی حالت پر مطمئن ہو، غرض نہ کتابیں ناقص اورسال کی تعلیم ادھوری رہنی چاہئے اورنہ کسی بداخلاق اور بدکردار طالب علم کو داخل کرنا چاہئے۔اگر کسی ایسے مدرسہ سے آتا ہے جو وفاق سے ملحق نہیں اور تصدیق نامہ کا اس میں رواج نہیں تو

بہرصورت امتحان داخلہ لے کر اور حتی الامکان عملی اور اخلاقی حالت سے مطمئن ہو کر داخل کریں۔

تنبیہ:......(۱) تصدیق نامہ کی پابندی مدارس عربیہ میں بالکل نئی چیز ہے لیکن غایت درجہ مفید ہے اس لئے اس کو رواج دینے کے لئے ابتداء میں مدارس کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچانی چاہئے اور بخندہ پیشانی تصدیق نامہ دے دینا چاہئے اور دوسرے مدرسہ والوں کو بسہولت اسے قبول کرنا چاہئے تا کہ طلبہ متوحش نہ ہوں۔

(۲)......اگر کوئی مدرسہ تصدیق نامہ دینے سے اجتناب کرے تو طلبہ صدر وفاق سے اپیل کریں۔

(۲) ایام داخلہ:......ملحقہ مدارس میں ۶ تا ۲۰ شوال داخلہ ہوتا رہے گا مگر ۱۵ شوال سے تعلیم شروع ہو جائے گی۔

توضیح:......مدارس عربیہ میں ایک مضرت رساں رسم یہ جاری ہوگئی ہے کہ داخلہ سارا سال کھلا رہتا ہے اور طلبہ وسط سال میں بھی آتے اور داخل ہوتے رہتے ہیں، ظاہر ہے ایسے طلبہ کی کتابیں ناقص اور تعلیم ادھوری رہتی ہیں اگرچہ سالانہ امتحان میں پاس بھی ہو جائیں۔ وفاق نے اسی رسم بد کو مٹانے کے لئے عربی مدارس میں داخلہ کا زمانہ محدود و معین کیا ہے مگر یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مدارس ملحقہ تکثیر سواد اور تعداد طلبہ کی پروا کئے بغیر سختی کے ساتھ اس کی پابندی نہ کریں طلبہ چونکہ اسی رسم بد کے عادی ہیں سال دو سال یقیناً حسب عادت بعد میں آتے رہیں گے اور منتظمین کا دل ان کو واپس کرتے ہوئے ٹوٹے گا، لیکن آزمائش کا مرحلہ ہے اگر مدارس ملحقہ سختی کے ساتھ اس پابندی پر قائم رہے تو انشاء اللہ بہت جلد طلبہ عادی ہو جائیں گے اور مطلوبہ کثرت سواد ہر مدرسہ کو حسب حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ بالفعل طلبہ کو متنبہ کرنے کے لئے مذکورہ ذیل تدابیر اختیار کی جائیں:

(الف)......وفاق خود اوائل شوال میں زیادہ سے زیادہ اخبارات ورسائل میں اس کی اشاعت مختلف عنوانات سے کرے گا۔

(ب)......ہر مدرسہ کے منتظمین مدرسہ کھلنے سے پہلے جلی قلم سے لکھے ہوئے اعلانات مدرسہ میں چسپاں کرا دیں۔

(ج)......اپنے علاقہ کے اخبارات ورسائل میں اپنے مدرسہ کے نام سے داخلہ کی تاریخوں کا اعلان کریں، نیز یہ کہ ان تاریخوں کے بعد داخلہ نہ ہوگا۔

تنبیہ:......بعض ناگزیر حالات واسباب ایسے پیش آجاتے ہیں کہ طالب علم کوشش کے باوجود وقت پر نہیں پہنچ پاتا یا اس کے کانوں تک یہ نیا قاعدہ نہیں پہنچتا اور وہ بعد میں آتا ہے
ایسی صورت میں مناسب تنبیہ کے بعد تسامح سے کام لیں، غرض اس رسم بد کو مٹانا جس تدبیر سے بھی ممکن ہو ہم سب کا فرض ہے۔

(۳) امتحان داخلہ:......درس نظامی کے ہر درجہ میں داخلہ بذریعہ امتحان ہوگا اور اسی طالب علم کو داخل کیا جائے

گا جو اردو، فارسی یا عربی میں سے کسی ایک زبان میں امتحان دے سکتا اور خود لکھ سکتا ہو اور جو طالب علم پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہو مگر لکھنا نہ جانتا ہو تو مدرسہ کو اگر اطمینان ہو جائے کہ وہ سال پورا ہونے تک اس قابل ہو جائے گا کہ عربی، اردو یا فارسی میں کما حقہ اظہار مافی الضمیر (بصورت تحریر) کر سکے تو نصاب کے مقرر کردہ درجات میں (وہ جس درجہ کے قابل ہو) اس کو داخلہ مل جائے گا۔

توضیح:......(الف) بدقسمتی سے مدارس عربیہ کے موجودہ طلبہ عموماً صرف پڑھنے ہی سے سروکار رکھتے ہیں، لکھنے سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور اس کی وجہ صرف یہ کہ "میزان" سے لے کر "بخاری شریف" تک مدرسہ ان سے پڑھنے ہی پڑھنے کے لئے کہتا ہے لکھنے کو کبھی کہتا ہی نہیں۔ بہت تیر مارا تو سال میں تین مرتبہ ان سے تحریری امتحان لے لیا اس لئے وفاق نے روز اول سے ہی اس عیب کے ازالہ کی یہ تدبیر کی ہے کہ امتحان داخلہ میں ہی قدرت تحریر کی شرط لگا دی۔ مدارس کے ناظمین امتحان داخلہ کا فرض ہے کہ وہ تمام درجوں کے امتحان داخلہ میں تقریر کے ساتھ تحریر کا بھی امتحان ضرور لیں، اس کے بغیر ہرگز کسی طالب علم کو داخل نہ کریں، نہ ہی اس بارے میں ذرہ برابر تسامح یا تغافل سے کام لیں اور جو طلبہ عجز تحریر یا بدخطی کے مرض میں مبتلا ہوں ان کے لئے اسباق تجویز کرنے سے پہلے مشق تحریر اور خوشخطی سکھانے کے لئے بھی ٹائم ٹیبل میں مستقل وقت اور مستقل انتظام کریں اور اعلان کردیں کہ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات تحریری ہوں گے اور جو طالب علم بصورت تحریر اظہار مافی الضمیر پر قادر نہ ہوگا یا اس قدر بدخط ہو کہ اس کی تحریر کو پڑھنے کے لئے اسی کو بلانا پڑے تو اس کی امداد اس وقت تک کے لئے بند کر دی جائے گی جب تک وہ اس عیب کا ازالہ نہ کرے گا۔

(ب):......عام طور پر طلبہ مختلف مدارس میں یا اساتذہ کے پاس بے ترتیب کتابیں پڑھ کر آتے ہیں مثلاً صرف و نحو میں شرح جامی، شافیہ اور عبدالغفور تک پڑھا ہوتا ہے اور ادب یا منطق میں بالکل کورے ہوتے ہیں۔ نفحۃ العرب یا مرقات تک بھی نہیں پڑھی ہوتی ایسے ناقص الاستعداد طلبہ درجہ بندی کی راہ میں سخت مصیبت بن جاتے ہیں اس لئے امتحان داخلہ کے ممتحن کو چاہئے کہ وہ جدید طلبہ کا امتحان داخلہ درجہ بندی کے اعتبار سے لے لیں، جس درجہ کی کتابیں اس نے پوری پڑھی ہوں اسی میں امتحان لیں اور بصورت کامیابی واہلیت اگلے درجہ میں داخل کریں ورنہ اسی درجہ میں یا جس درجہ کے وہ قابل ہو اس میں لوٹا دیں اگرچہ اس صورت میں اس کو بعض کتابیں دوبارہ بھی پڑھنی پڑیں۔ مجوزہ نصاب اور اس کی درجہ بندی کو کسی قیمت پر بھی نہ ٹوٹنے دیں۔ اس سلسلہ میں ہرگز کسی سفارش کو نہ سنیں اور مطلق مراعات یا تساہل نہ برتیں اور یاد رکھیں کہ اگر کسی درجہ میں ایک بھی ناقص الاستعداد طالب علم داخل ہو گیا تو وہ ہمیشہ دردسری کا باعث بنے گا۔

(ج):......ناظم امتحان داخلہ جدید طلبہ کے داخلہ کے وقت صرف ان کی علمی استعداد اور اہلیت درجہ ہی کو نہ

دیکھیں بلکہ سابقہ زندگی سے متعلق مختلف سوالات اور گفتگو کے ذریعے اس بات کا بھی پتہ چلائیں کہ اس کا مقصد تحصیل علم ہے یا وقت گزاری اور ذریعہ معاش پیدا کرنا، اس لئے کہ بدقسمتی سے اس زمانہ میں بعض لوگوں نے طالب علمی کو بھی ایک پیشہ بنالیا ہے، خصوصاً بڑے شہروں اور ایسے مدرسوں میں جہاں گراں قدر وظائف ملتے ہیں یا قیام وطعام کے انتظامات بہتر اور آسائش طلبہ کا انتظام زیادہ ہے یا طالب علمی کے نام سے شہر میں مختلف مالی وسائل آسانی سے میسر آتے ہیں بسا اوقات طالب علم گھر سے بھاگ کر یا کوئی جرم کرکے دور دراز شہروں کے مدارس میں داخل ہوکر طالب علمی کے پردہ میں روپوشی اختیار کرنا چاہتا ہے اسی طرح بعض فاسد العقیدہ گمراہ فرقہ کے افراد اپنے مسلک اور عقائد کو چھپا کر کسی مشہور مستند مدرسہ سے سند فراغ حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہوتے اور پڑھتے ہیں۔ طالب علم کی صورت وشکل، اوضاع واطوار اور لباس وغیرہ بھی اس کے اخلاق واعمال اور نیت وارادہ کی غمازی کرتے ہیں، لہٰذا ناظم امتحان داخلہ کو ان تمام امور کو بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، اس لئے کہ کسی بدعقیدہ، بداطوار، بدکردار اور پیشہ ور طالب علم کا وجود مدرسہ اور اساتذہ کے لئے یقیناً باعثِ ننگ وعار ہے اور داخل کرلینے کے بعد نکالنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

(۴) فارم داخلہ:...... ملحقہ مدارس میں داخلہ بذریعہ فارم داخلہ ہوگا جس میں مقامی حالات کے مطابق مہتمم مدرسہ کی جانب سے عائد کردہ شرائط شامل ہوں گے۔

(۵) آغازِ تعلیم:...... ملحقہ مدارس میں ۱۵ شوال سے تعلیم کا آغاز ہوگا۔

توضیح:...... مدارس میں عموماً شوال کا پورا مہینہ داخلہ اور تجویز وتقسیم اسباق میں گزر جاتا ہے بیرونی مدرسین بھی اسی تساہل پسندی کی وجہ سے دیر سے آتے ہیں۔ اسی طرح ماہ ذی الحجہ میں تعطیلات عیدالاضحیٰ کے بارے میں سہل گیری کی بنا پر عموماً دو ہفتے ضرور ضائع ہوجاتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ پہلی سہ ماہی تین ماہ کی بجائے ڈیڑھ ماہ کی رہ جاتی ہے اور کتابیں مقررہ مقدار سے بہت کم ہوتی ہیں اس کا نقصان آخر سال میں محسوس ہوتا ہے کہ درجہ کی کتابیں پوری نہیں ہوتی اور تعلیم ناقص رہ جاتی ہے۔ اس نقص کے ازالہ کے لئے وفاق نے یہ پابندی عائد کی ہے ۱۵ شوال سے ہر مدرسہ میں تعلیم ضرور شروع ہوجائے اس پر عمل کرنے کے لئے لازمی ہے کہ مدرسین اور طلبہ ۱۰ شوال تک ضرور واپس آجائیں اور ۱۲ شوال کو اسباق تقسیم کردیئے جائیں اور ۱۳، ۱۴ شوال کو مدرسین وطلبہ کو کتابیں دے دی جائیں۔ جدید طلبہ کا داخلہ ۲۰ شوال تک جاری رہے جو مدرسین امتحان داخلہ میں مصروف ہوں وہ بھی ایک دو سبق شروع کرادیں اور داخلہ کا کام بھی کرتے رہیں۔

(۶) اخراج:...... شرائط داخلہ اور قواعد وضوابط مدرسہ کی خلاف ورزی کی آخری سزا تا حد اخراج ہوسکتی ہے۔

توضیح:...... وفاق اور اس سے ملحقہ مدارس کے تمام تر قواعد وضوابط کی پابندی کو لازمی قرار دینے کا مقصد طلبہ کے

عیوب اورنقائص کاازالہ اور بے راہ روی کی اصلاح ہے اور یہ مدرسہ میں رکھ کر ہی ممکن ہے نہ کہ نکال کر، ایسی صورت میں اخراج صرف اس طالب علم کا کیا جائے جس کا ضرر متعدی ہو اوراس کی صحبت سے دوسرے طلبہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو نقائص وعیوب کے ازالہ اور اصلاح کے لئے اخراج کے علاوہ دوسرے طریقوں سے کام لینا چاہئے ،مثلاً جماعت میں کھڑا کر دینا، کان پکڑوانا، مدرسہ کے بورڈ پر جرم اور مجرم کا نام لکھ کر تشہیر و تفضیح کرنا، امداد مدرسہ کلاً یا بعضاً بند کر دینا، امتحان یا درجہ سے موقت طور پر نکال دینا، سند نہ دینا وغیرہ ،مگر جملہ عقوبات محدود اور موقت ہونی چاہئیں اور مصلحانہ انداز میں نہ کہ معاندانہ اور منتقمانہ انداز میں کہ یہ مصلحین کی شان سے بعید ہے۔

مخرج طلبہ عموماً سرٹیفکیٹ نہیں لیتے ،ایسی صورت میں وفاق کو اطلاع دینا ضروری ہے، تاکہ کوئی بھی ملحقہ مدرسہ ایسے طلبہ کو داخل نہ کرے۔ اس سے اخراج کی اہمیت اور خوف واندیشہ بھی بہت بڑھ جاتا ہے، اس لئے اس معاملہ میں تساہل وتغافل ہرگز اختیار نہ کرنا چاہئے اور ایسے طلبہ کے نام، ولدیت، سکونت اور ضروری تفصیلات سے کم ازکم دفتر وفاق کو ضرور آگاہ کر دینا چاہئے۔ مگر اس میں جرم اور اخراج کی ضرور تصریح کر دینی چاہئے تاکہ دوسرے مدرسہ والے واقف ہو جائیں۔

(نوٹ) اگر وجوہ اخراج کی صحت، طالب علم کو تسلیم نہ ہو تو وہ صدر وفاق سے اپیل کر سکتا ہے۔

(۷) نظام تعلیم:......وفاق سے ملحقہ ہر مدرسہ میں درجہ بندی لازمی ہوگی۔ جو کتب جس درجہ میں وفاق کی مجلس عاملہ کی طرف سے مقرر کر دی جائیں گی وہ اس درجہ کے طالب علم کو لازماً پڑھنی ہوں گی۔ اس میں کسی قسم کی رعایت نہ ہو سکے گی۔ تعلیمی سال کے اختتام پر سب کتابوں کا امتحان دینا ہوگا۔

(۸) اساتذہ وتقسیم اسباق:......وفاق سے ملحقہ ہر مدرسہ میں مدرسین قابل رکھے جائیں نیز آغاز سال میں تقسیم کتب کے وقت اساتذہ کی قابلیت اور ان کتب کے ساتھ خصوصی مناسبت کا خیال رکھا جائے جو ان کو برائے درس دی جائیں۔

توضیح:...... یہ قاعدہ وضابطہ نہ صرف طلبہ کے حق میں مفید ہے، بلکہ لائق وآزمودہ کار اساتذہ کا اجتماع مدرسہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اور طلبہ اطراف واکناف سے شدرحال کر کے پروانوں کی طرح جوق در جوق آتے اور مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں۔ خاص کر جب کہ "لکل فن رجال" کے مصداق ہر صاحب فن استاذ کو اس کے فن کی کتاب پڑھانے کے لئے دی جائے۔ اس ضابطہ کی پابندی میں تو ارباب مدارس کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

(۹) تعلیم کی نگرانی:......حضرات مدرسین کی تعلیم کی کماً وکیفاً نگرانی کی جائے تاکہ سال تعلیمی کے اختتام پر نصاب کے مطابق تعلیم پوری ہو سکے اور طلبہ کو ہر لحاظ سے فائدہ پہنچ سکے۔

توضیح:......(الف) عام طور پر مدرسین ابتداء سال میں لمبی لمبی تقریریں کیا کرتے ہیں اور نفس کتاب کی عبارت حل کرنے اور اصل مسائل فن طلبہ کو ذہن نشین کرانے کے بجائے نہ صرف حواشی وشروح کے مفید مضامین، بلکہ لایعنی

قیل وقال کی الجھنوں میں طلبہ کے ذہنوں کو ماؤف کر دیتے ہیں، اگر کوئی طالب علم کچھ بولتا ہے تو الزامی جوابات دے کر خاموش کر دیتے ہیں اور اسی کو اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدائی مہینوں میں کتاب کے چند ورق سے زیادہ نہیں ہوتے اور آخر میں جب سال ختم ہونے لگتا ہے تو ایسی تیز رفتاری اختیار کرتے ہیں کہ کتاب کی بس تلاوت ہی باقی رہ جاتی ہے، اس لئے کہ اگر ایسا نہ کریں تو کتاب ختم نہ ہو، اور اگر شہرہ آفاق صاحب فن استاد ہوتے ہیں تو وہ داد تحقیق دینے اور فن کا حق ادا کرنے کے سامنے کتاب ختم کرانے کی پرواہ نہیں کرتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب کے اہم ترین مسائل ومباحث اس بے اعتدالی کی بناء پر بے پڑھے رہ جاتے ہیں جو بسا اوقات فن کی دوسری کتابوں میں آتے ہی نہیں یا اس تفصیل کے ساتھ نہیں آتے جیسے زیر درس کتاب میں ہوتے ہیں۔

یہ ایک ایسا نقص ہے کہ اگر اس کا ازالہ نہ کیا جائے تو تعلیم کا ادھورا اور طلبہ کی استعداد کا ناقص رہ جانا یقینی ہے اس کے ازالہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر مدرسہ میں مقدار خواندگی کی ماہانہ درج کرنے کا رجسٹر رکھا جائے۔

(۱)......(نمونہ رجسٹر خواندگی) رجسٹر اندراج خواندگی ماہانہ مدرسہ ملحقہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نام کتاب مع مطبع	نام درجہ	نام معلم	ذیقعدہ	ذی الحجہ	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولی	جمادی الثانی	رجب
....	....	....	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ	تا صفحہ

مہتمم یا صدر مدرس ہر ماہ کی آخری تاریخ کو پابندی کے ساتھ وہ رجسٹر ہر استاد کے پاس بھیجیں اور ہر کتاب کی اس ماہ کی مقدار خواندگی بقید صفحات خود ان سے درج کرائیں، اس تدبیر سے خود مدرس کو بھی اپنی کوتاہی کا احساس ہوگا اور ناظم تعلیمات کو بھی رفتار درس کا پتہ چلتا رہے گا اور سست رفتاری کا تدارک کر سکے گا اور دونوں کی توجہ اور کوشش سے کتاب ختم یا بقدر نصاب ضرور پوری ہو جائے گی۔

یہ تو مقدار تعلیم کی نگرانی کی صورت ہے۔ کیفیت تعلیم کا حال معلوم کرنے اور کوتاہی کا ازالہ کرنے کی تدبیر اس کے سوا نہیں کہ مہتمم یا صدر مدرس وقتاً فوقتاً بلا استثنیٰ ہر مدرس کے درس میں بدوں اطلاع جا کر بیٹھیں یا اس کی بے خبری میں غیر محسوس طریقہ پر سبق سنیں اور اس کے بعد تنہائی میں مدرس کو بلا کر اس کی کوتاہیوں پر اس کو اس طرح متنبہ فرمائیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

بہر صورت محض حسن ظن یا حسن اعتقاد کی بنا پر کسی بھی مدرس کو مطلق العنان اور آزاد چھوڑ دینا اور احتساب ونگرانی کے اندیشہ سے آزاد کر دینا اگرچہ کتنا ہی متدین مدرس ہو، سخت مضر ہے۔ انسان کو خود اپنی کوتاہیوں کا احساس نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو احتساب ونگرانی نہ ہونے کی صورت میں ان کے ازالہ کی فکر نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر مشہور ومعروف استاذ ہوتے ہیں تو رعب علمی کی وجہ سے، اور اگر ارباب اختیار کے مقرب اور منہ چڑھے مدرس ہوتے ہیں تو عقوبت کے خوف سے طلبہ خون کا سا گھونٹ پی کر خاموش تو رہتے ہیں، مگر ان کا وقت

ضائع اور تعلیم تباہ ضرور ہوتی ہے۔ ورنہ مدرس کے خلاف شکایتیں ہوتی ہیں، اسٹرائیک وغیرہ تک نوبت پہنچتی ہے، دونوں صورتیں تباہکن اور موجب رسوائی ہیں۔ اس لئے ہر مہتمم اور ناظم تعلیمات کا فرض ہے کہ وہ ہر استاذ کی تعلیم کی کیفاً وکماً نگرانی کرے۔

(ب) طریق تعلیم:...... اصولاً مدرس کا اصلی مطمع نظر ہر کتاب پڑھاتے وقت، نہایت سادہ اور سہل انداز میں حل عبارت اور تفہیم معانی ومطالب ہونا چاہیے۔ اگر فن کی ابتدائی کتاب ہے تو صرف مبادی ومسائل فن کو ذہن نشین کرانے پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اور اگر اوسط درجہ کی کتاب ہے، تو بقدر ضرورت دلائل وبراہین سے مسائل فن کا اثبات وتفہیم پیش نظر ہونا چاہیے، اور اگر فن کی آخری درسی کتاب ہے، تو نہ صرف دلائل وبراہین کے بیان پر اکتفا کیا جائے بلکہ نہایت سلجھے ہوئے انداز میں مسئلہ زیر درس سے متعلق ضروری مباحث وتحقیقات کو بھی ضرور بیان کرنا چاہیے۔ ہر کتاب کی خصوصیات پر متنبہ کرنا بھی از بس ضروری ہے۔ بہر صورت طول لاطائل اور خارج از کتاب مباحث سے اجتناب ضروری ہے۔ تدریجی طور پر فن اور مسائل فن سے آگاہ کرنا مفید ہوتا ہے۔

نیز ہر شریک درس طالب علم کی حالت سے واقف ہونا بھی مدرس کے لئے از بس ضروری ہے کہ وہ کس حد تک سبق کو سمجھ رہا ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ہر طالب علم سے ایسے سوالات کرے جن سے سبق کے سمجھنے کا حال معلوم ہو سکے۔ اسی طرح بلاتعیین نوبت ہر طالب علم سے عبارت پڑھوائے، ترجمہ کرائے، مطلب بیان کرائے، گذشتہ سبق کے متعلق بلاتعیین مختلف طلبہ سے سوالات کرے تا کہ ہر ہر طالب علم کتاب کو سمجھنے اور سبق کو یاد کرنے اور مطالعہ کرنے پر مجبور ہو۔ عموماً مدرسین جماعت کے ذہین طلبہ کو پیش نظر رکھ کر درس دیتے ہیں۔ انہی سے سوالات کرتے ہیں یہ طریقہ سخت مضر ہے، اس سے کمزور طلبہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور استفادہ سے محروم رہ جاتے ہیں، بلکہ وہ خود کو بالکل ہی مرفوع القلم سمجھ لیتے ہیں اور پھر سننے اور سمجھنے کی جانب توجہ ہی نہیں کرتے اور کورے کے کورے رہ جاتے ہیں، اس لئے مدرس کا فرض ہے کہ وہ اپنے معیار علم کے مطابق درس نہ دے بلکہ طلبہ کے ذہنوں کی سطح پر اُتر کر درس دے اور ''اقتد باضعفھم'' کے اُصول پر عمل کرے تا کہ تعلیم کا فرض ادا کر سکے۔

(۱۰) ذریعہ تعلیم:...... وفاق سے ملحقہ ہر مدرسہ میں زبان تدریس عام طور پر اُردو ہونی چاہئے اور چھٹے درجے سے آخری درجہ تک کسی ایک کتاب کی تدریس کے لئے ذریعہ تعلیم عربی ہونی چاہئے اور امتحان دورہ حدیث شریف کے پرچے عربی میں حل ہونے چاہئیں۔

توضیح:...... ہمارے ملک کی وہ زبان جو ہر خطہ اور ہر علاقہ میں سمجھی جا سکے وہ صرف "اُردو" ہے۔ بجز دُور افتادہ سرحدی علاقوں یا آزاد قبائل کے رہنے والوں کے ہر شخص اُردو کو آسانی کے ساتھ سمجھتا اور بول سکتا ہے۔ اُردو کے علاوہ باقی زبانیں مخصوص علاقوں اور خطوں کے علاوہ نہ بولی جاتی ہیں نہ سمجھی، اور اساتذہ وطلبہ تعلیم وتعلم کی غرض سے

مُلک کے ہر خطہ اور علاقہ سے دوسرے خطوں اور علاقوں میں آتے جاتے ہیں اس لئے ہر خطہ اور علاقہ کے مدرسوں میں زبان تدریس اُردو ہی ہو سکتی ہے۔ تبلیغ واشاعت دین کیلئے بھی اُردو زبان جاننا اور اُردو میں تحریر وتقریر کی قدرت حاصل کرنا ہر عالم دین کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے اُردو نوشت وخواندگی کو ابتدائی درجوں میں مستقل طور پر نصاب میں داخل کیا گیا ہے، بہر حال زبان تدریس لازماً اُردو ہونی چاہیئے۔ تاکہ مدارس عربیہ کا ہر طالب علم اُردو میں لکھنے پڑھنے اور تقریر کرنے پر قادر ہو سکے۔

عربی ہماری دینی اور علمی زبان ہے، بجز صرف ونحو کی چند ابتدائی کتابوں کے نہ صرف قرآن وحدیث بلکہ جملہ علوم وفنون کی کتابیں عربی میں ہیں، اس لئے عربی تحریر وتقریر پر قدرت حاصل کرنا ہمارا اولین فریضہ ہے۔ مدارس عربیہ کے طلبہ واساتذہ اور علماء دین پر آج سب سے زیادہ شرمناک اعتراض یہی ہے کہ آٹھ دس سال تک عربی پڑھنے اور ساری عمر عربی کتابوں کا درس دینے کے باوجود ہمارے طلبہ اور اساتذہ چند عربی فقرے برجستہ بولنے اور لکھنے پر قادر نہیں ہوتے، حالانکہ عربی لکھنے اور بولنے کا مدار صرف مشق ومزاولت پر ہے۔ ادنی توجہ سے یہ شرمناک عیب دُور ہو سکتا ہے، اسی مقصد کے پیش نظر وفاق نے یہ پابندی عائد کی ہے کہ فوقانی درجوں میں کم از کم کسی ایک کتاب کے لئے ذریعہ تعلیم عربی کو بنایا جائے یعنی اُستاد بھی عربی میں سبق کی تقریر کرے اور کتاب کے مطالب سمجھائے، طلبہ بھی عربی میں ہی سوالات کریں۔ غرض اس ایک گھنٹہ میں اُستاد اور شاگرد کی زبان پر عربی کے علاوہ کسی بھی زبان کا کوئی کلمہ نہ آنا چاہئے۔ اسی مقصد کے پیش نظر وفاق کی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۵-۱۶ شعبان ۸۲ھ ملتان میں با اتفاق رائے یہ تجویز پاس کی ہے کہ آئندہ سے امتحان دورۂ حدیث کے تمام پرچے بھی عربی میں ہوا کریں گے اور ان کے جوابات بھی ہر طالب علم کو لازماً عربی میں دینے ہوں گے اور اسی لئے مجوزہ نصاب میں بھی ابتدائی درجوں میں ترجمہ اور انشاء عربی کو روزانہ ایک سبق کے طور پر لازم قرار دیا ہے۔

(۱۱) ذریعہ تعلیم:......وفاق سے ملحقہ مدرسہ میں مطالعہ کتب وتکرار اسباق کا باضابطہ اہتمام اور نگرانی ہونی چاہیے طلبہ کے مطالعہ وتکرار کے اوقات معین ہوں اور ان اوقات میں سختی کے ساتھ مطالعہ وتکرار کی پابندی کرائی جائے، اساتذہ ومدرسین مدرسہ پورے اہتمام سے اس کام کی تکمیل کریں۔

توضیح:......عام طور پر مدارس عربیہ کے دیانتدار اساتذہ بھی صرف مفوضہ اسباق کو محنت کے ساتھ پڑھا دینے کو ہی اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور اسباق کے گھنٹوں کے بعد طلبہ اور ان کے مشاغل سے کوئی سروکار نہیں رکھتے طلبہ نے اسباق کا تکرار کیا یا نہیں؟ سبق یاد کیا یا نہیں؟ مطالعہ کیا یا نہیں؟ امتحانات سے پہلے امتحان کی تیاری کرتے ہیں یا نہیں؟ ان امور کی نگرانی اور دیکھ بھال کو اپنا فرض تو کیا لائق اعتناء بھی نہیں سمجھتے اور اگر اس طرف توجہ بھی دلائی جاتی ہے تو انتہائی بے پروائی سے فرما دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام نہیں مہتمم یا نگران کا فرض ہے حالانکہ حقیقی معنی میں مطالعہ

وتکرار کرنے نہ کرنے کا پتہ سبق پڑھانے والے استاد کو ہی چل سکتا ہے۔ اور وہی تنبیہ وسرزنش یا زجروعقوبت کے ذریعے اس کا تدارک کر سکتے ہیں مہتمم یا نگران تو زیادہ سے زیادہ اوقات مطالعہ وتکرار میں ان کی حاضری اور موجودگی ہی کی نگرانی کر سکتے ہیں لیکن یہ کہ وہ تکرار کر رہے ہیں یا گپ بازی سبق کا مطالعہ کر رہے ہیں یا کسی اور دلچسپ کتاب میں منہمک ہیں اس کی نگرانی مہتمم یا نگران نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہر مدرسہ کے مہتمم کو چاہیے کہ وہ ابتداء سال میں ہی تمام مدرسین مدرسہ کو جمع کر کے نہایت واضح الفاظ میں ان کو آگاہ کر دیں کہ محنت کے ساتھ اسباق پڑھا دینا ہی آپ کا فرض نہیں ہے بلکہ اوقات درس کے بعد اپنے درجہ کے طلبہ کے مطالعہ وتکرار کی نگرانی اور ان کے عام مشاغل کی دیکھ بھال بھی آپ کا فرض ہے مدرسہ جو حق الخدمت پیش کرتا ہے اس میں یہ کام بھی داخل اور شامل ہیں اگر آپ اس میں کوتاہی یا تساہل فرمائیں گے تو عنداللہ مسئول وماخوذ ہوں گے۔

اس نگرانی اور مواخذہ کے نہ ہونے کی وجہ سے آج کل عموماً مدارس عربیہ کے طلبہ کی حالت یہ ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سبق میں حاضر ہو جاتے ہیں باقی تمام وقت بجائے مطالعہ وتکرار کے سیر وتفریح، گپ بازی، دوستوں اور مہمانوں کی مہمان نوازی اور اسی طرح کے لایعنی مشاغل میں ضائع کرتے ہین بہت سے طلبہ تو استاذ کے سامنے کتاب بند کر کے پھر اگلے دن استاد کے سامنے ہی بیٹھ کر کتاب کھولتے ہین اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آج سبق کہاں سے شروع ہوگا؟ فی زمانہ مدارس عربیہ کے طلبہ میں علمی استعداد کے فقدان کا ایک بہت بڑا سبب اساتذہ ومدرسین کی یہ بے توجہی اور بے پرواہی ہے اور طلبہ کی یہ آزادی وبے راہ روی ہے اس کا سد باب اشد ضروری ہے اس لیے وفاق سے ملحقہ مدارس کے مہتممین کو اس قاعدہ کی پابندی میں انتہائی اہتمام وسخت گیری سے کام لینا چاہیے اور وفاق بھی اس کی نگرانی کرے گا۔

اس ضابطہ پر عملی پابندی کی صورت یہ ہے کہ ہر درجہ کے اساتذہ اپنے اپنے درجہ کے طلبہ کے لیے مطالعہ وتکرار کا مکمل نظام الاوقات بنا دیں اور ہر درجہ کے اساتذہ باری باری اس نظام الاوقات پر طلبہ کے عمل درآمد کرنے یا نہ کرنے کی نگرانی کریں مثلاً کسی درجہ کے چار استاد ہیں تو ایک ایک ہفتہ ہر استاذ کی ڈیوٹی لگا دی جائے اس طرح ہر استاد کو اوقات درس کے علاوہ مہینہ میں صرف ایک ہفتہ اوقات مطالعہ وتکرار

میں موجود رہنا پڑے گا اور کام ہلکا ہو جائے گا ہر استاد کے پاس ایک یادداشت بھی ہونی چاہیے جس میں متعلقہ درجہ کے طلبہ کے نام لکھے ہوں اور وہ نگرانی کے دوران ہر مقصر طالب علم کی کوتاہی کو نوٹ کرتا رہے اور پھر یا خود درس کے وقت اس کا تدارک کرے یا متعلقہ اساتذہ کو آگاہ کر دے۔

یہ پابندی شروع میں سب کو ناگوار معلوم ہوگی خصوصاً اساتذہ کو کہ زائد وقت بھی دینا پڑے گا اور ایک نئی سردردی بھی مول لینا پڑے گی لیکن یاد رکھیے مصلحین نے تو اصلاح عباد اللہ کے لیے بڑی بڑی مشکلات برداشت کی ہیں

قربانیاں دی ہیں نیک نیتی سے محض اللہ کے لیے کام کیجئے بہت بڑی عبادت ہے علاوہ ازیں انشاء اللہ چند ماہ میں ہی خود طلبہ اس کے عادی ہو جائیں گے۔اور اساتذہ کی ہلکی سی نگرانی بلکہ صرف نگرانی اور مواخذہ کا خوف بھی انشاء اللہ کافی ہوگا۔ان اللہ مع الصابرین

(۱۲) حاضری طلبہ:......وفاق سے ملحقہ مدارس میں طلبہ کی حاضری کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے، اسباق میں طلبہ کی غیر حاضری پر مناسب تنبیہ کی جائے۔

توضیح:......مدارس عربیہ کی تعلیم کو مختلف قسم کے روگ لگے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کو تباہ کر رکھا ہے انہیں میں سے ایک بہت بڑا داخلی روگ یہ بھی ہے کہ حضرات مہتممین واساتذہ کی سہل گیری اور بے اعتنائی کی وجہ سے مدارس عربیہ کے طلبہ مسئولیت ومواخذہ کے خوف اور عقوبت کے ڈر سے بالکل آزاد ہو گئے۔حتی کہ اسباق میں حاضری بھی اکثر مدارس میں گنڈے دار رہ گئی ہے۔جس دن جی چاہا سبق میں آ گئے جس دن چاہا غائب، درس گاہ میں استاذ پڑھا رہا ہے۔اور شاگرد حجروں میں مصروف استراحت ہیں گپ بازی ہو رہی ہے بازاروں میں دوست احباب کے ساتھ سیر گشت میں مصروف ہیں مقامی اور بیرونی مہمانوں کی مہمان نوازی میں مصروف ہیں یا درجہ کی اہم اور مشکل کتابون میں آ گئے باقی میں مسلسل غائب دورہ حدیث شریف کے طلبہ خاص طور پر بخاری، ترمذی میں حاضر باقی کتب حدیث کے درس میں مستقل طور پر غائب وقس علی ہذا یہ صرف مہتممین ومدرسین کے تساہل کا نتیجہ ہے کہ اسباق میں پابندی سے حاضری نہیں لی جاتی اور غیر حاضری پر کوئی باز پرس نہیں ہوتی سزا نہیں دی جاتی بہت سے مدرسوں میں تو رجسٹر حاضری ہوتا ہی نہیں اور بہت سے جلیل القدر اساتذہ حاضری لینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں بہت سے حریص درس مدرسین حاضری میں وقت صرف کرنے کا اضاعت وقت قرار دیتے ہیں اور بہت سے ضابطہ پسند اور پابندی سے حاضری لینے والے مدرسین کی ہمت یہ دیکھ کر ٹوٹ جاتی ہے۔کہ مدرسہ غیر حاضر طلبہ کی غیر حاضری پر کوئی مواخذہ نہیں کرتا۔چنانچہ وہ بھی حاضری لینے کا اہتمام ترک کر دیتے ہیں طلبہ بھی اس صورت حال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اطمینان سے سبق سے غیر حاضر ہونے کے عادی ہو جاتے ہیں حتی کہ اس کو کوئی جرم ہی نہیں سمجھتے واضح رہے کہ وہ زمانہ گیا جب طلبہ واقعی طالب بلکہ حریص علم ہوتے تھے اور کسی بھی وجہ سے سبق نہ ہونے کی وجہ سے ان کو شدید اذیت اور دکھ ہوتا تھا اب تو فرار عن العلم کا زمانہ ہے اگر کسی دن سبق نہیں ہوتا تو طلبہ خوشیاں مناتے ہیں ہفتوں سبق نہ ہو تو ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اب تو صرف زجر وعقوبت کے خوف سے ہی کچھ پڑھ پڑھا لیتے ہین یہ عموماً طلبہ کا حال ہے الا ماشاء اللہ ایسی صورت میں آپ اندازہ کیجئے طلبہ کی یہ آزادی اور بے راہ روی کس قدر مہلک مرض ہے مدرسہ نے ماہر فن اور آزمودہ کار مشہور ومعروف اساتذہ کو جمع کرنے میں جو کچھ اہتمام کیا اور مالی نقصان اٹھایا اساتذہ نے محنت اور توجہ کے ساتھ لائق فخر درس دیئے اور علمی مباحث وتحقیقات بیان کیں۔سب ضائع

ہوئے بلکہ ایسے طالب علم چوٹی کے مدرسوں اور شہرآفاق اساتذہ کے لیے الٹے بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔اس لیے کہ مدرسہ سے فارغ ہوکر یہ نالائق وناہل طلبہ خودکو بڑی شان سے ان مدارس واساتذہ کی جانب منسوب کرتے ہیں اور ہوتے ہیں جاہل محض، ناواقف لوگ ان نالائقوں کو دیکھ کران مدرسوں اور بزرگوں سے بھی بدظن ہوتے ہیں۔

اس تمام تر نقصان اور بدنامی کا اصلی اور بنیادی سبب مہتممین ومدرسین کی حاضری طلبہ کی بابت سے بے اعتنائی اور سہل انگاری ہے لہٰذا وفاق سے ملحقہ مدارس کا اولین فرض ہے کہ آغاز سال سے ہی حاضری طلبہ کا سختی سے اہتمام کریں اور غیر حاضری پر اخراج کے علاوہ باقی تمام مناسب اور ضروری سزائیں درجہ بدرجہ اور حسب حال طلبہ ضرور دیں اور مطلق تسامح سے کام نہ لیں۔

(ب) یہ تو ہوئی اسباق کی حاضری اور اس کی پابندی جن مدارس میں دارالاقامہ ہے ان میں دارالاقامہ کی حاضری بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ اسباق کی حاضری۔ دارالاقامہ سے غیر حاضری کی مضرتیں اس سے بھی زیادہ دوررس مفاسد کا موجب ہیں جتنی اسباق سے غیر حاضری کی۔ اگر دارالاقامہ میں موجود رہنے اور ضروریات کے لیے باہر جانے اور آنے کے اوقات متعین نہیں ہوتے یا نگرانی نہیں کی جاتی اور حاضری نہیں لی جاتی تو طلبہ راتوں کو بھی غائب رہنے لگتے ہیں یا رات کو گیارہ اور بارہ بجے تک شہر یا قصبہ سے لوٹ کرآتے ہیں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عصر کے بعد کسی کام سے دارالاقامہ سے باہر نکلتے ہی راستہ میں کوئی دوست مل گیا باتیں کرتے کرتے اس کی مسجد یا قیام گاہ تک پہنچ گئے مغرب کا وقت ہوگیا نماز وہی پڑھ لی اس کے بعد چائے تیار ہونی شروع ہوئی چائے پیتے پیتے عشاء کا وقت ہوگیا عشاء بھی وہیں پڑھ لی اس کے بعد مدرسہ واپسی کا خیال آیا باتیں کرتے کراتے کچھ اور وقت گزر گیا آخر رات کو دس یا گیارہ بجے حجرہ میں پہنچے کتاب ہاتھ میں لے کر بیٹھے تو نیند آگئی اور سو گئے لیجئے مطالعہ وتکرار سب ختم ہوا یہ بلا قصد وارادہ اضاعت وقت اور نقصان مطالعہ وتکرار صرف اس لیے ہوا کہ مدرسہ کی جانب سے دارالاقامہ سے باہر آنے جانے پر کوئی پابندی نہ تھی تاخیر سے واپسی پر باز پرس کا کوئی خوف نہ تھا اسی طرح مغرب کے بعد کتاب دیکھنے بیٹھے کہ اتنے میں کوئی مہمان آگئے ان سے نہ ملنا اور خاطر مدارت نہ کرنا آداب مہمان نوازی اور مروت کے خلاف ہے کتاب بند کر کے علیک سلیک اور مزاج پرسی ہوئی چائے تیار ہونے لگی کی اتنے میں عشاء کی آزان ہوئی نماز پڑھی اس کے بعد چائے پی گئی کچھ ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں چلتے وقت ان کو رخصت کرنے کے لیے دارالاقامہ سے باہر آئے غرض ان کو رخصت کرتے کرتے دس بج گئے اب کتاب لے بیٹھے ایک کتاب کا مطالعہ بھی نہ کر پائے تھے کہ نیند آگئی اور سو گئے اور صبح کو بدون مطالعہ سبق پڑھے۔ یہ نقصان وقت وتعلیم کیوں ہوا؟ صرف اس لیے کہ دارالاقامہ میں آنے جانے کا کوئی وقت متعین نہ تھا۔ اس طرح کے صدہا مختلف اور متنوع صورتیں اور واقعات پیش آتے ہیں اور محض دارالاقامہ سے باہر جانے آنے، یا دوست احباب اور مہمانوں کی ملاقات اور ملنے جلنے پر کسی قسم کی پابندی اور

نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے اضاعت وقت اور نقصان تعلیم کا سبب بنتے ہیں اور بڑے شہروں میں تو طلبہ کی یہ آزادی بہت سی شدید مضرتوں اور بری صحبتوں میں گرفتاری اور منکرات ومناہی کے ارتکاب کا سبب بھی بنتی ہے۔

لہٰذا وفاق کی جانب سے ان تمام ملحقہ مدارس پر جن کے ساتھ دارالاقامہ ہیں۔ یہ پابندی عائد کی جاتی ہے کہ ایک بااختیار بلکہ ہو سکے کو باتنخواہ ناظم دارالاقامہ ضرور مقرر کریں جو دارالاقامہ میں ہی رہے اور طلبہ اور ان سے ملنے جلنے والوں کی آمد ورفت اور نقل وحرکت کی نگرانی کو اپنا فرض منصبی سمجھے روزانہ غیر معین اور متبادل وقت پر دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کی باقاعدہ حاضری لیا کرے اور مہتمم وناظم مدرسہ اس کی رپورٹ پر قواعد دار اقامہ کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ کو مناسب سزائیں ضرور دیا کریں یا اسی ناظم دارالاقامہ کو مقررہ سزائیں دینے کا اختیار دے دیں نیز حسب حال مدرسہ وطلبہ ''قواعد وضوابط دارالاقامہ'' الگ تجویز کر کے مدرسہ میں اعلان کرا دیں اور ان کی پابندی کرانے کا پورا اہتمام کریں (قواعد وضوابط دارالاقامہ کے لیے ضمیمہ نمبر۲ ملاحظہ ہو یہی یا اس میں ضروری تغیر وتبدل کر کے ان قواعد کو نافذ کر دیں)۔

(۱۳) عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کی نگرانی:......تمام اساتذہ تعلیم وتدریس کے اثنائمیں اس امر کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ شرکاء درس طلبہ میں اہل حق کی مخصوص ذہنیت پیدا ہو۔ وضع شرعی اور نماز وغیرہ شعائر دین کی پابندی کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

توضیح:......علم محض مطلوب نہیں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ''اللهم انی اعوذ بك من علم لا ينفع'' قرآن کریم نے بھی تزکیہ کو تعلیم پر مقدم رکھا ہے ''ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة'' اس لیے مہتممین ومدرسین کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کے عقائد واعمال اور ذہنی نشوونما کی اصلاح میں ذرہ برابر کوتاہی یا چشم پوشی اختیار نہ کریں۔ مختلف طریقوں اور تدبیروں سے اپنے طلبہ اور تلامذہ کے رجحانات، عقائد وافکار اور ذہنیت سے واقف ہوں اور غیر محسوس طریقے پر ان کی اصلاح کریں اسی طرح ان اکے اخلاق وعادات اور اعمال وافعال کی سختی کے ساتھ نگرانی کریں اور اخلاق حسنہ اعمال صالحہ اور صورت وسیرت کے لحاظ سے صلحاء امت اور اپنے اکابر کے اسوہ حسنہ کا پابند کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں ہر مدرسہ میں جس کے استاذ یا مہتمم کے ساتھ طلبہ کو سب زیادہ عقیدت ہو وہ ہر ہفتہ یا ہر مہینہ کسی نہ کسی وقت تمام طلبہ کو جمع کر کے صلاح وتقوی اتباع سنت اور اخلاق حسنہ اعمال صالحہ اور پابندی شعائر دین کی تلقین کریں اس لئے کہ تکرار وموعظت' تزکیہ اخلاق واعمال میں بے حد موثر اور مفید ہے اسی دیگر اساتذہ بھی موقعہ بموقعہ اثناء درس میں طلبہ پر واضح کرتے رہیں کہ تحصیل علم اور خدمت دین کا فریضہ صرف اس سے ادا نہیں ہو جاتا کہ محنت کے ساتھ کتابیں پڑھ لیں اور امتحان میں کامیاب ہو گئے بلکہ علم وعمل اور صورت کے اعتبار سے خود کو متبع سنت بنانا اور اس کے بعد اپنے تقوی اور پرہیزگاری سے عوام الناس کی اصلاح کرنا اور ان کو دیندار بنانا

اصل خدمت دین اور حاصل تحصیل علم ہے۔اسی مقصد کے پیش نظر وفاق نے اساتذہ اور ارباب اختیار پر مذکورہ بالا پابندی عائد کی ہے۔

(۱۴) **امتحانات**:......(ہر مدرسہ میں) امتحان سہ ماہی، ششماہی، سالانہ کا باقاعدہ انتظام ہو۔امتحان سہ ماہی ماہ صفر کی ابتداء (پہلے ہفتہ) میں ششماہی جمادی الاولی کی ابتداء (پہلے ہفتہ) میں اور امتحان سالانہ ماہ شعبان کی ابتداء (پہلے ہفتہ) میں لئے جائیں۔

توضیح:......(الف) وفاق کے اساسی مقصد "تنظیم وترقی مدارس عربیہ" کے پیش نظر ضروری ہے کہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی طرح امتحانات میں بھی تمام مدارس عربیہ میں وحدت اور ہم آہنگی پیدا کی جائے اس لیے ملحقہ مدارس میں تمام امتحانات ایک ہی وقت میں اور ایک ہی معیار پر لئے جائیں اور اہر امتحان کے نتائج کی ایک ایک کاپی (نقل) دفتر کو بھیجی جائے تا کہ مجلس عاملہ مطلوبہ وحدت اور اصلاح وترقی تعلیم کی نگرانی کر سکے اور حسب ضرورت مفید ہدایات اور مشورے دیئے جاسکیں۔

(ب) پہلے اور دوسرے درجہ کی بیشتر کتابوں کا امتحان تقریری لیا جائے تا کہ مسائل کے یاد ہونے اور عبارات کے صحیح پڑھنے اور اظہار مافی الضمیر کی قدرت کا حال معلوم ہوسکتے کہ ان درجوں میں یہی سب سے اہم ہے اور ایک دو کتاب کا تحریر ہو تا کہ لکھنے کی عادت اور مشق بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے اور تیسرے چوتھے درجہ کی بیشتر کتابوں کا امتحان تحریری لیا جائے اور کسی ایک دو کتاب کا تقریری، باقی تمام درجوں کا ہر سہ امتحان تحریری لیا جائے اور بالکل امتحان وفاق کے معیار پر لئے جائیں اور سوالات کے حل کرنے میں بھی ان تمام قواعد وضوابط کی پابندی کرائی جائے جو امتحان وفاق میں معتبر اور رائجہیں ان تمام درجوں میں ناموں کے بجائے رول نمبر مقرر کئے جائیں اور وہی پرچوں پر لکھائے جائیں تا کہ طلبہ امتحان وفاق دینے سے قبل ان تمام قواعد اور طریقوں کے عادی ہو جائیں جن کی امتحان وفاق میں ان کو پابندی کرنی پڑے گی۔

اساتذہ پرچے دیکھتے وقت صرف جوابات کی صحت ہی کو نہ دیکھیں بلکہ طرز تحریر انداز بیان کی خامیوں اور کوتاہیوں نیز خوش خطی اور بدخطی کو بھی پیش نظر رکھیں اور ان کی نشاندہی کریں اور سہ ماہی نیز ششماہی کے پرچے طلبہ کو ضرور واپس کریں تا کہ طلبہ ان غلطیوں، خامیوں اور نقائص وعیوب سے واقف ہوسکیں جن کی وجہ سے ان کو نمبر کم وبیش ملے یا ناکام ہوئے بلکہ درس کے وقت بالمشافہ طلبہ کو ان پر متنبہ کریں تا کہ ان کا ازالہ ہوسکے کہ یہی ان امتحانوں کا اصلی مقصد ہے۔

(ج) ابتدائی درجہ کے جوابات اردو میں اور وسطانی درجوں میں کسی ایک یا دو کتابوں کے جوابات عربی میں لکھائے جائیں جن کتابوں کے جوابات عربی میں لکھانے ہوں ان کے سوالات بھی عربی میں لکھے جائیں تا کہ طلبہ

اردو اور عربی دونوں زبانوں میں لکھنے پڑھنے اور سمجھنے سمجھانے کے عادی ہوسکیں۔

(د) اساتذہ اور ممتحنین نمبر لگانے میں ہرگز ہرگز کسی رعایت یا سفارش کو دخل نہ دیں اور بے کم وکاست طالب علم کی استعداد اور تعلیمی حالت کو ظاہر کردیں خصوصاً ابتدائی درجوں میں تقریری امتحان میں ہر طالب علم کو صرف نمبر دینے پر اکتفا نہ کریں بلکہ خانہ کیفیت میں اس کی تعلیمی حالت اور عیوب ونقائص کو بے رو رعایت ظاہر کردیں یاد رکھیے کسی طالب کے ساتھ اسے بڑھ کر اور کوئی دشمنی نہیں ہوسکتی کہ اس کی تعلیمی حالت اور نقائص وعیوب کی امتحان کے موقعہ پر پردہ پوشی کی جائے۔ جو طالب علم کسی وجہ سے معذور یا قابل رعایت ہوگا مجلس اساتذہ نتائج پر غور کرنے کے وقت اس کے ساتھ مراعات برتے گی ممتحن کو ہر طالب علم کی موجودہ کتابی استعداد اور تعلیمی حالت کو ضرور ظاہر کردینا چاہیے۔

(ہ) ہر امتحان کے موقع پر اساتذہ ہم روزہ پرچے دیکھتے اور واپس کرتے رہیں تاکہ امتحان ختم ہوتے ہی نتائج کا اعلان کیا جاسکے اور ان پر مرتب شدہ احکامات فوراً نافذ کیے جاسکیں۔ اس میں تاخیر سخت مضر ہے امتحان کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ تمام مدرسین اور اساتذہ کے گروپ بنائے جائیں جس دن جن اساتذہ کے پرچے ہوں وہی اس دن امتحان کے وقت موجود رہیں اور نگرانی کریں دوسرے دن وہ اساتذہ نگرانی کی بجائے پرچے دیکھیں اور دوسرا گروپ جس کے اس دن پرچے ہوں وہی امتحان کی نگرانی کرے علی ہذا القیاس اس صورت میں ہمروزہ پرچے واپس ہوتے رہیں گے اور نتیجہ ساتھ ساتھ مرتب ہوتا رہے گا اور امتحان ختم ہوتے ہی مجلس اساتذہ نتائج پر غور وبحث اور ان پر احکامات مرتب کرکے فوراً نتیجہ شائع کرسکے گی۔ یہ پابندی مدرسین کو بخندہ پیشانی قبول کرنی چاہیے کہ اس میں مدرسہ اور طلبہ کے بے حد مفادات مضمر ہیں وفاق بھی انشاء اللہ اس کی نگرانی کرے گا۔

(و) سہ ماہی ششماہی امتحانات میں بہتر یہی ہے کہ ہر کتاب کا استاذ ہی اس کا ممتحن ہو تاکہ وہ جائزہ لے سکے کہ طلبہ نے اس کی محنتوں اور کاوشوں سے کس حد تک فائدہ اٹھایا اور کتنا ضائع کیا اور اس کے شاگردوں کی استعداد اور تعلیمی حالت کا کیا حال ہے الا یہ کہ مہتمم یا صدر مدرس وناظم تعلیمات ضرورت محسوس کریں تو ممتحن بجائے استاذ کے جس کو مناسب سمجھیں مقرر کردیں مگر سالانہ امتحان میں ہر کتاب کا ممتحن استاذ کے علاوہ کوئی اور مدرس ہونا چاہیے اس کا فیصلہ مجلس اساتذہ کرے گی۔

(۱۵) امتحان وفاق:...... ملحقہ مدارس کا سالانہ امتحان وفاق کی طرف سے لیا جائے گا۔ وفاق کی جانب سے سوالات مرتب ہوں گے۔ اور پرچہ جوابات کی پڑتال بھی وفاق کی جانب سے ہوگی۔ نیز وقتاً فوقتاً وفاق کی طرف سے دی جانے والی ہدایات کی پابندی لازمی ہوگی۔

(۱۶) اوقات درس:...... وفاق سے ملحقہ مدرسہ میں اوقات درس روزانہ ۶ چھ گھنٹے ہوں گے۔

توضیح:......(الف) عموماً مدارس عربیہ میں جلیل القدر مدرسین خود کو وقت کی پابندی سے بالاتر سمجھتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مدرسین بھی وقت کی پابندی میں تساہل برتنے لگتے ہیں، خصوصاً وہ مدرس یا مدرسین جو مہتمم یا صدر مدرس کے مقربین ہیں سے ہوتے ہیں اور جب مدرسین ہی وقت کے پابند نہ ہوں گے تو طلبہ سے پابندی وقت کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مدرسوں میں پہلا گھنٹہ تو ۶۰ منٹ کی بجائے ۴۰ یا ۴۵ منٹ کا رہ ہی جاتا ہے۔، دوسرے گھنٹوں میں بھی دس پانچ منٹ کی تاخیر معمولی بات بن جاتی ہے اور روزانہ سبق کی جتنی مقدار ہونی چاہیے نہیں ہو پاتی ہے اور اس عدم پابندی وقت کی بدولت علاوہ اور مفاسد کے سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ کتابیں ختم یا بقدر نصاب نہیں ہو پاتیں، اس لیے ہر مدرسہ کے صدر مدرس اور طبقہ علیا کے مدرسین کو سختی کے ساتھ وقت کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ دیگر مدرسین اور طلبہ خود بخود وقت کے پابند بن جائیں اور اسباق پورے گھنٹہ ہونے لگیں اور متساہلین پر مواخذہ کیا جاسکے کسی کسی دن خود مہتمم صاحب یا صدر مدرس صاحب مدرسہ کھلنے سے دو چار منٹ پہلے مدرسہ میں تشریف لاکر ایسی جگہ بیٹھ جائیں جہاں سے تمام آنے والے مدرسین و طلبہ ان کے سامنے سے گزرنے پر مجبور ہوں اور جائزہ لیں جن مدرسین یا طلبہ کو تاخیر سے آنے کا عادی پائیں ان کو مناسب طریق پر تنبیہ کریں اور وقت کا پابند بنائیں۔

اس مقصد کے لیے مذکورہ ذیل نمونہ کا ایک رجسٹر حاضری مدرسین ہونا چاہیے یہ رجسٹر حاضری مدرسہ کا چپڑاسی مدرسہ شروع ہونے کے دس منٹ بعد ہر مدرس کے پاس لے جاکر صرف وقت آمد لکھالے اور وقت مدرسہ ختم ہونے کے دس منٹ قبل وقت روانگی لکھائے اور دستخط کرائے اسی طرح دوسرے وقت میں۔

(درج ذیل نمونے کے مطابق رجسٹر بنایا جائے)

رجسٹر یومیہ حاضری مدرسین مدرسہ/جامعہ:......................................

نمبر شمار	تاریخ	نام ــــــ عہدہ ــــــ				نام ــــــ عہدہ ــــــ				نام ــــــ عہدہ ــــــ			
		آمد	دستخط	روانگی	دستخط	آمد	دستخط	روانگی	دستخط	آمد	دستخط	روانگی	دستخط

یہ رجسٹر مدرسہ کے دفتر میں رکھا رہنا چاہیے تاکہ دفتر کو بھی ہر مدرس کے آنے اور جانے کا علم ہو یہ پابندی حضرات مدرسین کو گراں گزرے گی مگر اس میں نظم مدرسہ سے متعلق بے شمار فوائد مضمر ہیں اس لیے اددواء تلخ کو بخندہ پیشانی گوارہ فرمائیں جناب مہتمم صاحب یا ناظم تعلیمات کا فرض ہے کہ وہ ہر ہفتہ کے آخر اس رجسٹر کا معائنہ فرمائیں تاکہ وہ مدرسین کی آمد و رفت اور پابندی وقت سے باخبر رہیں اور مقصرین کی کوتاہی کا تدارک کرسکیں۔

(ب) واضح رہے کہ مذکورہ بالا چھ گھنٹے مدرسہ کا وقت حاضری ہے ہر مدرس کو اس وقت میں مدرسہ کے اندر موجود رہنا ضروری ہے اگر چہ ان میں کوئی بھی گھنٹہ مستقل طور پر خالی ہو یا کسی وجہ سے اس گھنٹے میں سبق نہ ہو اس خالی وقت میں طلبہ کا تحریری کام، یا مدرسہ کی جانب سے سپرد شدہ مستقل یا وقتی کام انجام دینا چاہیے ورنہ اساتذہ کے کمرے میں یا دارالمطالعہ یا کتب خانہ میں استراحت یا مطالعہ میں مصروف رہنا چاہیے بہر حال خالی گھنٹہ یا گھنٹوں میں مدرسہ کے اندر موجود نہ رہنا یا حجرہ میں جا کر بیٹھ جانا جیسا کہ عام طور پر معمول ہے اصولاً غلط اور مصالح مدرسہ کے لیے سخت مضر ہے تجربہ اس کا شاہد ہے۔

(ج) عموماً علاوہ درس کے مدرسہ کے اور بھی انتظامی کام، خصوصاً شروع سال یا ایام امتحانات میں مدرسین سے لینے ناگریز ہوتے ہیں ایسی صورت میں منتظمین کا فرض ہے کہ مدرس سے کام لینے میں حتی الامکان اس کے اسباق کا حرج نہ ہونے دیں اسی طرح مہتمم یا منتظم کسی مشورہ وغیرہ کے لیے اگر اساتذہ کو جمع کریں تو اسباق کے نقصان کا خاص طور پر خیال رکھیں اس لیے کہ اسباق کے نقصان کی تلافی درحقیقت نہیں ہوتی اور یہ تکمیل تعلیم کے لیے سخت مضر ہے طلبہ پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

(د) بعض مدارس میں رسم ہے کہ جمعرات کے دن آخری گھنٹہ میں یا دوسرے وقت میں سبق نہیں ہوتے، حتی کہ طلبہ بھی پہلے سے ہی سمجھ لیتے ہیں کہ آج تو جمعرات ہے بعض طلبہ تو صرف ان گھنٹوں میں بلکہ تمام اسباق میں ہی درسگاہ یا مدرسہ سے بغیر چھٹی لئے غائب ہو جاتے ہیں گویا ہر ہفتہ ایک دن کے بجائے دو دن کی چھٹی ہو جاتی ہے اس رسم بد کو سختی کے ساتھ مٹانا ازبس ضروری ہے ہفتہ میں پورے چھ دن اور ہر دن میں پورے چھ گھنٹے پابندی کے ساتھ اسباق ہونے چاہئیں تب ہی کتابیں نصاب کے مطابق پوری ہو سکتی ہیں۔

(۱۷) تعطیلات:...... (وفاق سے ملحقہ ہر مدرسہ میں) درجہ ہائے عربی میں از ۱۶ شعبان تا ۱۰ شوال تعطیل (کلاں) ہوگی اور (ماہ ذی الحجہ میں) ایک ہفتہ از ۷ ذی الحجہ تا ۱۳ ذی الحجہ تعطیل عید الاضحیٰ ہوگی البتہ موسمی حالات کے مطابق بعض مدارس کو خصوصی اجازت ہوگی (کہ وہ تعطیل کلاں ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں کرلیں)

توضیح:...... (الف) تعطیلات کی اس تحدید کا مقصد بھی مدراس عربیہ کی تعطیلات کے باب میں سہل انگاری کا سد باب کرنا ہے۔ اصولاً اور مذہباً سال میں صرف، دو رخصتیں ہونی چاہئیں ان کے علاوہ یوم عاشورہ یا ۱۲ ربیع الاول یا ۲۷ رجب کی تعطیلات اسی طرح دوسرے عنوانات سے مختلف قسم کے مقامی یا سرکاری تعطیلات مدارس دینیہ میں نہ ہونی چاہئیں یہی ہمارے اکابر و اسلاف کا مسلک ہے ہمیں دوسرے امور کی طرح تعطیلات کے باب میں غیروں کا مقلد نہ ہونا چاہیے۔

(ب) یہ تعطیلات مدرسین و طلبہ کے لیے ہیں مدرسہ کا دفتر ان ایام میں بھی کھلنا چاہیے دفتر میں کام کرنے والوں کو

متبادل طریق پر دوسرے دنوں میں سال میں ایک ماہ کی چھٹی یا اس کی تنخواہ ضرور دینی چاہیے۔

(۱۸) رخصت برائے مدرسین:...... (رخصت اتفاقیہ (سال میں) ۲۰ دن اور (رخصت) بیماری ایک ماہ اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے ڈیڑھ ماہ با تنخواہ دی جاسکے گی اس کے علاوہ رخصت بوضع تنخواہ دی جاسکتی ہے۔)

توضیح:...... (الف) مدارس دینیہ کے مدرسین کو بجز بیماری کے حتی الامکان رخصت اتفاقیہ یا بوضع تنخواہ نہ لینی چاہیے کہ یہ دینی تعلیم اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں ایک عبادت ہے اس کو عبادت ہی سمجھ کر انجام دیں مجبوری کے وقت بعد از ضرورت چھٹی لیں بھی تو نقصان تعلیم کا احساس اور اس کی تلافی کا عزم دل میں رہنا چاہیے۔ اس اتفاقی رخصت کو دوسرے تعلیمی یا غیر تعلیمی اداروں کی طرح اپنا حق سمجھ کر بلا ضرورت ہرگز نہ لیں کہ یہی احساس فرض کا دینی تقاضا ہے۔

(ب) منتظمین مدارس کا فرض ہے کہ اگر کوئی مدرس ایک ہفتے سے زیادہ کی رخصت اتفاقیہ یا بیماری لے تو اس کے اسباق کا انتظام ضرور کریں اور اس کی صورت یہ ہے کہ دوسرے مدرسین کے خالی گھنٹوں میں اس کے اسباق تقسیم کر دیں اگرچہ اس کے لیے عارضی طور پر نظام الاوقات میں تبدیلی کرنی پڑے، نیز ایک وقت میں چند استاذوں کو رخصت اتفاقیہ نہ دیں کہ ان کے اسباق کا انتظام ناممکن ہو جائے۔

غرض ہفتہ سے زیادہ کسی استاذ کے اسباق کا بند رہنا علاوہ نقصان تعلیم کے طلبہ کے حق میں گوناگوں مفاسد کا باعث ہے تجربہ اس کا شاہد ہے اس لئے رخصت دینے سے پہلے اسباق کا انتظام از بس ضروری ہے۔

قواعد وضوابط برائے مدارس ابتدائیہ:...... اوقات تعلیم مدارس ابتدائیہ کے لیے تعلیم کا وقت ۴ گھنٹے صبح اور ۲ گھنٹے بعد نماز ظہر تا نماز عصر کل ۶ چھ گھنٹے یومیہ ہوگا۔

توضیح:...... بچوں کو طہارت، وضو اور نماز (اذان، اقامت اور جماعت وغیرہ) کے مسائل کو عملاً سکھانا از بس ضروری ہے اس لیے دوسرا وقت ضرور رکھا جائے تا کہ اساتذہ بچوں کو دو نمازیں اپنی نگرانی میں پڑھوا سکیں۔ اگر مخصوص حالات یا کسی مجبوری کی وجہ سے ایک ہی وقت رکھا پڑے تو چھٹی نماز ظہر کے بعد کی جائے اور ظہر کی نماز اپنے سامنے ضرور پڑھوائی جائے۔

تعطیل کلاں:...... مدارس ابتدائیہ کی تعطیل کلاں ۲۱ رمضان المبارک سے ۵ شوال تک ہوا کرے گی۔ ۶ شوال سے ہر مدرسہ کھل جائے گا۔

توضیح:...... کم سن اور ناسمجھ بچوں کے لیے سب سے زیادہ مضرت رساں تعطل اور بے کاری ہوتی ہے ان کو تعلیمی مشاغل میں مصروف رکھنا تعلیم اور درسگاہ سے مانوس رکھنے کے لیے بے حد ضروری ہے اسی لیے مدارس ابتدائیہ اور مکاتب میں تعطیل کلاں صرف دس یوم آخر عشرہ رمضان اور پانچ یوم تعطیل عید الفطر کل پندرہ یوم رکھی گئی ہے۔ یہی تمام مکاتب میں ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔

تعطیلات ہر جمعہ کے علاوہ ۷ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک (ایک ہفتہ) تعطیل عید الاضحیٰ ہوا کرے گی۔

توضیح:......اسلامی تہوار درحقیقت صرف ۲ دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اسی لیے تمام مدارس عربیہ میں ہمیشہ سے جمعہ کے علاوہ صرف ان ۲ دو تہواروں کی چھٹی ہوا کرتی ہے اسی کو وفاق نے برقرار رکھا ہے۔

(۴) رخصت درجات ابتدائیہ کے مدرسین ایک ماہ تک کی رخصت بلا وضع تنخواہ لے سکتے ہیں اس سے زائد کی تنخواہ وضع ہوگی۔

تنبیہ:......مدرسین وطلبہ مدارس ابتدائیہ کے لیے حاضری وامتحانات وغیرہ کے قواعد وضوابط وہی ہیں جو مدارس فوقانیہ دوسطانیہ کے لیے بیان کئے جاچکے ہیں صرف داخلہ طلبہ کے لیے کوئی وقت اور زمانہ محدود ومعین نہیں ہے۔

ہدایات برائے مدرسین مدارس ابتدائیہ وتحفیظ:

جماعت بندی:......اگرچہ مدارس ابتدائیہ ہی داخلہ ہمہ وقت جاری رکھنے کی وجہ سے اسباق کی مکمل جماعت بندی نہیں کر سکتے۔تاہم آغاز سال یعنی ماہ شوال میں جس قدر بچے ہوں ان کے اسباق کی جماعت بندی ضرور کی جائے۔ درجہ قرآن کریم میں منزلوں اور پاروں کا اعتبار سے اور قاعدہ میں تختیوں کے اعتبار سے علیٰ ہذا دینیات واردو نوشت و خواند میں ان کتابوں کے اعتبار سے جو پڑھائی جاتی ہیں اور لکھائی میں مفرد یا مرکب حروف کی لکھائی کے اور املا میں آسان اور مشکل املاء کے اعتبار سے۔اور جو بچے آغاز سال کے بعد آئیں۔ان کی ستعداد اور پڑھائی کا جائزہ لے کر جس جماعت کے وہ لائق ہوں اس میں داخل کردیا جائے۔بہرحال جماعت بندی اسباق بے حد ضروری چیز ہے۔اور یہ صورت کہ ہر بچہ کا سبق الگ ہو۔اور مدرسہ میں جتنے بچے ہوں۔اتنے اسباق انتہائی مضر ہے۔مدرس کے لئے بھی اور مدرسہ کی تعلیم کے لئے بھی۔اسے ہر قیمت پر ختم کردینا ضروری ہے۔

نگرانی:......(الف) ابتدائی مدرسہ کے مدرس کو صرف بچوں کا سبق سننے اور پڑھانے میں منہمک نہ ہوجانا چاہئے۔ بلکہ جن بچوں کو سبق پڑھادیا ہے یا سن لیا ہے۔ان پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔اس لئے کہ بچہ کی فطرت ہے کھیلنا اور شوخی کرنا۔ اس میں تو کچھ حرج نہیں مگر شرارت ہاتھا پائی بدکلامی وغیرہ سخت معیوب چیزیں ہیں اور بچوں کو آزاد چھوڑ دینے سے وہ فطری کھیل کود اور شوخی بہت جلد ان عیوب کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔لہٰذا مدرس کو ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ میں ناسمجھ بچوں کو پڑھا رہا ہوں۔

(ب) بچوں کو درسگاہ میں اکیلا ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے۔اول وقت میں درسگاہ میں پہنچ جانا اور وقت ختم ہونے پر بچوں کو رخصت کرکے درس گاہ سے باہر جانا چاہیئے۔اگر کسی لابدی ضرورت سے درسگاہ سے باہر جانا پڑے تو اپنے رفیق دوسرے مدرس یا کسی معمر آدمی کو چھوڑ جانا چاہیئے۔

تربیت:......(الف) تربیت تعلیم سے زیادہ ضروری چیز ہے۔خصوصاً بچوں کے لئے تعلیم تو مقررہ نصاب کے تحت دی جاتی ہے۔اور اس کی حدود معین ہیں۔لیکن تربیت کا نہ تو کوئی نصاب ہے نہ حدود جن کی تعین کیا جاسکے۔یہ صرف معلم

کے حسن سلیقہ، سلامتی، ذوق اور اہتمام وتوجہ پر موقوف ہے۔ اجمالاً واصولاً اتنا کہا جاسکتا ہے کہ بچوں کی گفتار وکردار، نشست وبرخاست شکل وصورت، لباس ووضع قطع اور نقل وحرکت میں اسلامی اور مشرقی تہذیب کا رنگ اتنا غالب اور نمایاں ہونا چاہیئے کہ ہر دیکھنے والا پہلی نظر میں پہچان لے کہ یہ مسلمان اور مہذب بچے ہیں۔ مغربی تہذیب اور لادینی کے نہ صرف مسموم اثرات سے بلکہ ان کی ہوا سے بھی بچانا چاہیئے۔ درس گاہ کو کوڑے کرکٹ سے پاک وصاف رکھنے، کتابوں، کاپیوں اور قلم دوات تختی کو سلیقہ کے ساتھ رکھنے، ہاتھ منہ اور کپڑوں نیز فرش وغیرہ کو سیاہی کے داغ دھبوں سے بچانے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر مدرسہ آنے، دانت صاف اور ناخن تراشیدہ رکھنے کی ہمہ وقت ترغیب وتاکید فرمائیں اور ہدایات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں زجر وتوبیخ بلکہ ہلکی پھلکی سزائیں بھی دینی چاہئیں۔

(ب) ناسمجھ اور کم سن ونوآموز بچے غیر شعوری طور پر اپنے معلم اور استاد کے اخلاق، اعمال اور گفتار وکردار کے نقال وعکاس ہوتے ہیں اس لئے ایسے بچوں کے استاد کو ہمیشہ اور ہر وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ بچے میرے اخلاق واعمال کا آئینہ دار ہیں۔ یہ جو کچھ میری زبان سے سنیں گے وہی بولیں گے۔ اور جو کچھ مجھے کرتا ہوا دیکھیں گے۔ وہی کریں گے۔ اوران کی نکوکاری، خوش اخلاقی، سلیقہ مندی کو میری طرف منسوب کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں تجربہ شاہد ہے کہ متقی وپرہیزگار، دیندار، نکوکار استاد کے شاگرد بھی دیندار اور نکوکار ہوتے ہیں۔ اور ایسے استاد کی شاگردی بچوں کی پوری زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ اسی لئے لوگ اپنے ناسمجھ اور کم عمر بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے دیندار ونکوکار استاد کو تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے درجات ابتدائیہ کے استادوں کو خود بھی حسن اخلاق واعمال اور دینداری ونکوکاری کا نمونہ بن کر رہنا ازبس ضروری ہے۔

زدوکوب:...... نہ صرف یہ کہ زدوکوب والدین اور سرپرستوں سے مستقل لڑائی جھگڑا مول لینے کے مترادف ہے بلکہ بچوں کو کند ذہن، غبی اور تعلیم سے متنفر وگریزاں بنا دیتی ہے۔ اور ذہنی اعتبار سے سخت مضر ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم وتربیت دونوں میں ترغیب وتشویق اور حسن تدبیر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ بات کہنے کو تو نہایت آسان اور ذراسی ہے مگر استاذ کے لئے عملاً نہایت دشوار اور صبر آزما ہے۔ اس لئے کہ بچہ اپنے فطری تقاضہ کے تحت پڑھنے لکھنے کے بجائے کھیل کود اور شوخی کا رسیا ہوتا ہے۔ اور استاد تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دینا چاہتا ہے۔ بچہ اس سے فرار وگریز اور بالکل برعکس کام کرنا چاہتا ہے۔ استاد کو بظاہر آسان ترین نسخہ زدوکوب اور زجر وعقوبت نظر آتا ہے۔ کہ یہ ترغیب وتشوق میں سر کھپانے اور بچہ کے ساتھ بچہ بننے کی بنسبت آسان محسوس ہوتا ہے۔ بچہ کے کہنا نہ ماننے اور کام نہ کرنے پر غصہ آتا ہے وہ اور جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے اور استاد بچہ کو مار پیٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا ہے اس سے بچے کو کسی قسم کا فائدہ پہنچنے کا خیال کرنا غلط فہمی ہے۔ درحقیقت استاد نے اپنے سینے کی جلن کو ٹھنڈک پہنچا کر اپنے ضیق صدر کا علاج تو کرلیا مگر اس ہر وقت کی پٹائی نے بچہ اور بھی ڈھیٹ اور پٹنے کا عادی بنا دیا۔ اس طرح حقیقی مقصد یعنی تعلیم وتربیت فوت ہوجاتا ہے۔ مکتب

سے بھاگے ہوئے بچوں کو ے کہانیاں اور واقعات کس قدر مشہور و معروف ہیں۔ اچھے اچھے جو ہر قابل تعلیم سے محروم کامیاب ترین ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال بچوں کے استاد کو بہت زیادہ ضابط نفس، متحمل المزاج اور ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک ہونے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے جتنا یہ کام مشکل ہے۔ اتنا ہی اسے آسان سمجھ لیا گیا اور ہر کس و ناکس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ ارباب مدارس کو اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہئیے۔

خدمت لینا اور کام کرانا:...... بچہ عموماً استاد کی سختیوں اور زدوکوب سے بچنے اور اس کو خوش رکھنے کے لئے لاشعوری طور پر بطور رشوت استاد کی حد سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور خود کو زرخرید غلام سے بھی بڑھ کر خدمت گزار بنا دیتا ہے۔ استاد اپنی سہولت اور آسائش پسندی کی وجہ سے بچہ کی اس نفسیات کو سمجھے بغیر دھوکہ میں آ جاتا ہے اور ایسے شاگرد کو خانہ زاد غلام سمجھ لیتا ہے۔ اور بے دھڑک کام لیتا ہے اور ایسے ایسے کام لیتا ہے جو وہ اپنی اولاد سے بھی نہیں لے سکتا۔ مکتبوں کے استاذوں اور شاگردوں کی خدمت گیری اور خدمت گزاریں کی داستانیں عجیب عجیب واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ یہ حرکتیں علاوہ استاد کی رسوائی و بدنامی کے بچہ کی عزت کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ اس طریق کار کا بچپن سے ہی عادی ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات ہر دو مذکورہ بالا امور کے جواز میں ملک کے بعض مسلم اساتذہ کا طرز عمل بطور سند پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ محض فریب نفس ہے۔ برائی بہر حال برائی ہے، کسی سے بھی سرزد ہو۔ اساتذہ محض اپنے کمال اور مہارت فن کی وجہ سے طریق کار کے اس نقص بالفاظ دیگر ''برائی'' کے باوجود کامیاب و معروف ہیں۔ لوگ ان کی عظمت فن اور کمال کی وجہ سے اس نقص کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس لئے کم عمر اور ناسمجھ بچوں کے استاذ کا لازمی طور پر فرض یہ ہے کہ وہ بچوں سے اپنے ذاتی کام یا خدمت لینے کا عادی نہ ہو۔ واضح ہو کہ یہ بحث اس خدمت گیری اور خدمت گزاری سے متعلق ہے جو عموماً مکتبوں کے ناسمجھ بچے محض استاد کی مار پیٹ یا غصہ و ناراضگی کے خوف سے اور اس کو اپنے سے خوش رکھنے کے لئے کرتے ہیں اور استاد محض راحت پسندی اور منفعت گیری کے جذبہ کے تحت لیتے ہیں جیسا کہ عموماً مکاتب ہوتا ہے۔ باقی وہ سمجھدار اور ہوشمند شاگرد جو استاد کے مرتبہ اور عظمت کو سمجھ کر از راہ عقیدت و محبت اپنے استاد کی خدمت کرتے ہیں وہ تو غایت درجہ محمود اور ان کی سعادت مندی اور روشن مستقبل کے آثار و علائم میں سے ہے۔ استاد چاہے یا نہ چاہے وہ کسی نہ کسی عنوان سے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں۔ اور اسی میں اپنی سعادت مضمر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح یہ بحث اس خدمت گیری سے بھی متعلق نہیں جو استاد ناسمجھ بچوں میں بڑوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بغرض تربیت بچوں سے کام لیتا ہے۔ کہ یہ تو عین آداب آموزی اور استاد کا فریضہ ہے۔ مگر اس نظر شفقت و تربیت کو دو چار بچوں کے ساتھ مخصوص نہ رکھنا چاہئے بلکہ بلا تخصیص نوبت بہ نوبت تمام بچوں سے اپنے اور دوسرے اساتذہ کے کام کرانے چاہئیں۔ تاکہ بچے بزرگوں کی خدمت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

شاگردوں سے مالی منفعت حاصل کرنا:......عموماً مدارس ومکاتب ابتدائیہ اپنی استطاعت اور مقامی حالات کے مطابق مدرسین کی ضروریات کی کفالت کرتے ہیں۔اور کم وبیش تنخواہیں دیتے ہیں۔اگر اساتذہ کی ضرورتیں اس سے پوری نہ ہوں تو امامت وخطابت وغیرہ دوسرے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اپنے شاگردوں اور ان کے سرپرستوں سے کسی بھی چھوٹی بڑی مالی منفعت کی طمع وتوقع ہرگز ہرگز نہ رکھیں۔اور متعین یا غیر متعین معاوضہ ہرگز قبول نہ کریں۔کہ یہ استادی شاگردی کے روحانی تعلق وتربیت کے لئے سم قاتل ہے۔ادھر شاگردوں اور ان کے سرپرستوں کے دل سے احترام واحسان مندی قطعاً ختم ہوجاتی ہے۔استاد کے دل سے خدمت دین اور تعلیم وتربیت کا حقیقی جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔اور دونوں طرف کاروباری ذہنیت پیدا ہوجاتی ہے۔اور علم وبرکت علم اٹھ جاتی ہے۔یاد رکھئے مدارس ومکاتب دینیہ کے اساتذہ ومدرسین کے لئے دنیوی سکولوں کے ماسٹروں کی سطح پر آجانا اور ان کی روش اختیار کرلینا خود ان کے لئے بھی باعث عار ہے۔اور دینی تعلیم وتربیت کی بھی توہین ہے۔خصوصاً معلمین قرآن کریم کہ ان کے لئے تو مدرسہ کی تنخواہ کے علاوہ کوئی بھی مالی منفعت اپنے شاگردوں سے حاصل کرنا شرعاً بھی درست نہیں کہ یہ مدرسہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ بھی خیانت ہے کہ خود کو آخرت کے اجر وثواب سے محروم کرلیتے ہیں۔فی زمانہ علم کی برکت اور تعلیم کے روحانی اثرات کے ختم ہوجانے کے جہاں اور اسباب ہیں۔ وہاں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔شاگردوں سے کسی چیز کی فرمائش کرنا یا تحفہ قبول کرنا بھی اسی مالی منفعت حاصل کرنے کے زمرہ میں شامل ہے۔

کم عمر وناسمجھ بچے اور بالغ بچے:......اگر کم سن اور ناسمجھ بچوں کے ساتھ بالغ اور نوجوان لڑکے بھی شریک ہوں تو چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں کے پاس بیٹھنے اٹھنے میل جول اور ارتباط واختلاط باہمی سے بچانا بے حد ضروری ہے۔نیز بڑے لڑکوں کی شکایت پر جب غیر محسوس طریق پر تحقیق نہ کرلیں۔چھوٹے بچوں کو زجر وتوبیخ نہ کریں۔اگر تحقیق کے بعد شکایت صحیح ثابت ہوتو تب بھی اس کا تدارک اس طرح کریں کہ نہ شکایت کرنے والے محسوس کریں کہ استاد نے ہماری شکایت پر سزا دی ہے اور نہ قصوروار بچے یہ محسوس کریں کہ کسی نے بری شکایت کی ہے اور اس پر استاد نے ہمیں سزا دی ہے۔تاکہ نہ چھوٹے بچے بڑوں سے خائف ہوں اور نہ بڑوں کو اپنا رعب اور دباؤ ڈال کر چھوٹوں سے ناجائز برتاؤ یا کام لینے کی جرات ہو۔ہاں اگر بالغ اور نوجوان لڑکے قابل اعتماد اور دیندار ونیک کردار ہوں تو ان سے چھوٹے بچوں کا آموختہ سننے یاد ہرانے' گردان کرانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔وہ بھی بلاتخصیص اور بدون تعین'غرض اس اختلاط کی صورت میں ہر دو قسم کے طلبہ کے اخلاق وکردار کی نگرانی بہت زیادہ اہم اور ضروری ہوجاتی ہے۔

عبادت:......تمام شاگردوں اور بچوں کو اپنی اولاد سمجھیں اور ان کی تعلیم وتربیت کو اپنا مقدس دینی فریضہ اور عبادت الٰہیہ خیال فرمائیں اپنے تمام ذاتی مشاغل اور کاموں پر ان کی تعلیم وتربیت کو ترجیح دیں اور محض آخرت کی مسئولیت کے

خوف سے پورے خلوص اور جانفشانی سے کام کریں۔اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔اور دین و دنیا میں ان شاء اللہ اس کا ثمرہ ضرور ملے گا۔السعی منا والتوفیق من اللہ۔

طریقہ تعلیم درجہ قرآن کریم برائے ملحقہ مدارس:

از حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ سابق صدر وفاق:

(۱)......بچوں کو قاعدہ ہی میں ادائیگی اور شناخت کے لحاظ سے خوب مشق کرائی جائے۔

(۲)......پارہ شروع ہونے کے بعد حرفوں کے جوڑ کی طرف توجہ ضرور باقی رہنی چاہئے۔اکثر اساتذہ تکاسل کی بنا پر اس کی طرف توجہ دیتے ہیں۔یہ عموماً نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور باعث مشکلات بنتا ہے۔

(۳)......شروع سے ہی اخفاء اظہار، تفہیم و تدقیق، نرمی اور سختی، حروف مدہ کے بڑھاؤ اور باقی حروف کے گھٹاؤ کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔خصوصاً ایسے حروف میں جن کی آواز آپس میں ملتی جلتی ہیں جیسے طاء تا، ثا سین، حا ہا، ذال زاء، سین صاد، ضاد ظاء، ق ک، ہمزہ عین وغیرہ۔

(۴)......سنتے وقت ایک ایک بچہ کا الگ الگ سنا جائے۔اس سے تلفظ اور حرکات کی غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔

(۵)......جو آموختہ زیادہ ہو جائے تو اس میں سے روزانہ کم از آدھا پارہ ضرور یاد کرایا اور سنایا جائے۔اور چار پارے منزل اپنی نگرانی میں پڑھوائی جائے۔

(۶)......مطالعہ اگر ہو سکے تو حفظ سنا جائے۔اور کہلاتے وقت قواعد و تجوید کی رعایت رکھ کر پارہ ختم ہونے کے بعد جب دوسرا پارہ شروع کرایا جائے تو ختم شدہ پارے کا آخری نصف بھی سنا جائے اور مطالعہ کے برابر اس آخری نصف میں کمی ہوتی رہے۔حتیٰ کہ وہ بھی نصف ہو جائے۔

(۷)......جب قرآن مجید ختم ہو جائے یا کوئی بچہ کسی دوسری جگہ سے کچھ پارے پڑھا ہوا آئے اور وہ کچے ہوں تو یاد کرانے کی صورت یہ ہے کہ روزانہ ربع پارہ یا کم و بیش سننا شروع کریں۔جب تک یہ سنا ہوا دو پارے ہوں اس وقت آگے والا ربع اور یہ پچھلا ساتھ سنا جائے۔اور چار یا پانچ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور جتنا آسانی کے ساتھ ممکن ہو آگے اور انہی پاروں کے ۴، یا ۵ پارے کر کے سنا جائے۔جب یہ خوب یاد ہو جائیں تو پھر بدستور سابق آگے اور پیچھے سے سنایا جائے۔بیس پارے ہونے کے بعد پھر ہفتہ عشرہ کے لئے آگے سے بند کرا کے پچھلے کو زیادہ زیادہ سن کر خوب پکا کرا کے پھر آگے شروع کیا جائے۔اسی طرح آخر تک اس سلسلہ کو باقی رکھا جائے۔

(۸)......متشابہ والی آتیوں پر خوب تنبیہ کی جائے۔تا کہ ساتھ ساتھ متشابہ بھی یاد ہوتے جائیں۔

(۹)......ان تمام تدابیر پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا بھی برابر کرتے رہیں۔اور اسی پر توکل کریں اور اپنی کارکردگی پر غرور نہ کریں۔ان شاء اللہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

نوٹ:...... طریقہ تعلیم قرآن کریم سے متعلق یہ چند ضروری امور مختصر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن درجہ قرآن کریم کے ہر استاذ کو حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی استاذ قرآۃ و تجوید مدرسہ خیر المدارس ملتان کا تصنیف کردہ مطبوعہ رسالہ آداب تلاوت مع طریقہ تعلیم مذکورہ ذیل پتے سے طلب کر کے ضرور پڑھنا چاہئے۔ اور اس کی پابندی کرنی چاہئے۔

درجہ حفظ قرآن عظیم: تجربہ شاہد ہے کہ عموماً حفظ قرآن کریم پر چھ سال صرف کئے بغیر کلام مجید پختہ اور قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ اس لئے بترتیب ذیل درجہ حفظ کے ہر بچہ کو کلام اللہ حفظ کرایا جائے۔

سال اول	قاعدہ نورانی، ربع پارہ عم	سال چہارم	دس پارے
سال دوم	پارہ عم، دو پارے از اول	سال پنجم	بارہ پارے
سال سوم	چھ پارے	سال ششم	اعادہ تمام کلام اللہ

پہلے چار سال میں مذکورۃ الصدر نقشہ کے مطابق اول پانچ گھنٹے صرف قرآن کریم پر اور چھٹا گھنٹہ دینیات کی عملی تعلیم پر صرف کیا جائے۔ پانچویں سال میں چار گھنٹے قرآن کریم پر پانچواں دینیات کی کتابی و عملی تعلیم پر اور چھٹا گھنٹہ اردو نوشت و خواند اور مشق خوش خطی و املاء پر صرف کیا جائے گا۔ اور چھٹے سال میں پہلے تین گھنٹے اعادہ قرآن کریم پر چوتھا دینیات و سیرت کی کتابوں پر اور پانچواں چھٹا گھنٹہ ابتدائی حساب یا فارسی پر صرف کیا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ حفظ قرآن کریم کی شش سالہ مدت میں اردو نوشت و خواند دینیات و سیرت کا مکمل نصاب ہر طالب علم کو ضرور پڑھا دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی بقدر ضرورت حساب یا فارسی کا نصاب بھی ضرور پڑھا دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ جو طلبہ آئندہ عربی پڑھنا چاہتے ہیں ان کو فارسی کا نصاب پورا پڑھا دیا جائے۔ اور جو عربی پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے ان کو زیادہ سے زیادہ حساب کی مقدار سکھا دی جائے۔

(۲) فرائض

(ا) صدر مدرس کے فرائض

(الف) مدرسہ میں حتی الامکان اور حسب استطاعت ہر علم وفن کے ممتاز اور ماہر فن اساتذہ جمع کر کے مدرسہ کو ہر حیثیت سے کامل اور جامع بنانا نیز مدرسین کی علمی اہلیت فطری ذوق خصوصی مناسبت اور تجربہ و مزاولت کو سامنے رکھ کر ان کے لیے اسباق تجویز کرنا اور ان کی رفتار درس کی کیفاً وکماً نگرانی کرنا۔

(ب) جملہ تعلیمی وانتظامی امور میں مشاورت کے لیے مجلس اساتذہ قائم کرنا اور باہمی مشورہ سے ان تمام امور کو طے کرنا وفاق نے مدارس، مدرسین اور طلبہ کے جن تعلیمی نقائص عیوب کی نشاندہی کی ہے مختلف تدابیر کے ذریعہ ان کا ازالہ کرنا اور بے ضابطگیوں کا سدباب کرنا، ناظم تعلیمات کی رپورٹ پر مناسب اور ضروری احکامات نافذ کرنا۔

(ج) طلبہ کی عملی اور اخلاقی اصلاح کا فرض بطریق احسن انجام دینا۔

(۲) ناظم تعلیمات کے فرائض

(۱) آغاز سال میں جدید طلبہ کے داخلے اور امتحان داخلہ وغیرہ کے تمام تر انتظامات اور ان کی نگرانی کرنا۔

(۲) مجلس اساتذہ میں جدید وقدیم طلبہ کے نتائج امتحان پیش کر کے اسباق کی تجویز وتقسیم اور درجہ بندی کا انتظام کرنا

(۳) اسباق صحیح وقت پر شروع کرا کے جملہ مدرسین اور طلبہ کی روزانہ حاضری اور نظم تعلیم کی نگرانی کرنا، کوتاہیوں کو نوٹ کر کے صدر مدرس یا مجلس اساتذہ کے سامنے بغرض تدارک پیش کرنا اور ان کی تجاویز واحکامات کو اہتمام کے ساتھ نافذ کرنا۔

(۴) اساتذہ سے طلبہ کے اوقات تکرار ومطالعہ مقرر کرا کے ان کی نگرانی کا انتظام کرنا اور اس سلسلہ میں طلبہ کی کوتاہیوں کے تدارک کی تدابیر کرنا۔

(۵) ہر مہینہ کے ختم پر ہر استاذ سے مقدار خواندگی درج کرانا اور جس مدرس یا کتاب کی رفتار سست ہو ارباب اختیار کو اس سے آگاہ کر کے اس کا تدارک کرانا۔

(۶) تمام طلبہ ومدرسین کے تحریری کام کی نگرانی کرنا طلبہ کی تحریر وتقریر کی انجمنیں بنا کر رسائل وغیرہ کا انتظام کر کے دارالمطالعہ قائم کرنا۔ اوقات مطالعہ مقرر کرنا اور ان اوقات میں مطالعہ کی نگرانی کرنا۔

(۷) اگر کوئی مدرس بیمار ہو یا طویل رخصت پر جائے تو حسب تجویز صدر مدرس مجلس اساتذہ سے اس کے اسباق کا انتظام کرنا۔

(۸) وفاق کے مقرر کردہ جملہ قواعد کی پابندی کا اہتمام ونگرانی کرنا اور مدرسین وطلبہ کی بے ضابطگیوں کے تدارک کے لیے ارباب اختیار کو متوجہ کرنا۔

(۹) مجلس اساتذہ کی منظوری سے امتحانات سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ کے انعقاد کا انتظام کرنا اور وقت پر نتائج شائع کرنا۔

(۳) ناظم دارالاقامہ کے فرائض

(۱) دارالاقامہ کی گنجائش کے مطابق طلبہ کے لیے حجروں میں جگہ تجویز کرنا اور اس سلسلہ میں ان کی معقول اور جائز شکایات وتکالیف کا بقدر امکان تدارک کرنا۔

(۲) دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کی صحیح تعداد کا باضابطہ اندارج کرنا اور روزانہ غیر معین وقت میں حاضری لینا۔

(۳) طلبہ کے دارالاقامہ سے باہر آنے جانے اور ان سے ملنے کے لیے آنے والے دوست احباب یا مہمانوں کی آمد ورفت اور پابندی وقت کی نگرانی کرنا۔

(۴) قواعد دارالاقامہ کی سختی سے پابندی کرانا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کاروائی خود کرنا یا ارباب اختیار سے کرانا۔

(۵) طلبہ کے اخلاق واعمال، نشست وبرخاست، وضع قطع، لباس وشکل وصورت غرض جملہ رفتار وگفتار کی سختی سے

نگرانی کرنا، کسی بھی بے ہودگی، بدتمیزی یا فحش حرکات کا ارتکاب کرنے والے طلبہ کو اول تذکیر و تنبیہ اور اس کے بعد زجر وعقوبت کرنا شعائر دین اور صلاح وتقوی کے خلاف زندگی بسر کرنے والے طلبہ سے دار الاقامہ کو پاک رکھنا۔

(۶) خصوصاً نماز باجماعت کی پابندی کی سختی کے ساتھ نگرانی کرنا اور بدوں عذر شرعی ترک جماعت یا تساہل پر زجر وعقوبت کرنا اور سزا دینا۔

(۷) طلبہ کو صفائی ستھرائی اور نظافت وطہارت کا پابند اور عادی بنانا، حجروں اور برآمدے وغیرہ کو پاک وصاف اور حجروں میں سامان کو قرینہ سے رکھنے کی ترغیب دلانا، رہنے سہنے اٹھنے بیٹھنے، بول چال وغیرہ میں اسلامی آداب اور تہذیب وشائستگی کا پابند بنانا۔

قواعد وضوابط برائے طلبہ ومدارس

(۱) اساتذہ اور مہتمم مدرسہ کو ہر طالب علم کی تعلیم وتربیت کی نگرانی اور ضروری احکام وہدایات کی خلاف ورزی پر مواخذہ کا پورا حق حاصل ہوگا۔ اور ان کے ہر لائق اطاعت حکم کی تعمیل ہر طالب علم کا فرض ہوگا۔

(۲) جن کم سن طلبہ کی سکونت مدرسہ کے دار الاقامہ میں نہ ہو ان کے سرپرست داخلہ کے وقت ان کے ہمراہ ضرور آئیں اور مدرسہ کے قواعد وضوابط اور اساتذہ کی ہدایات کو سمجھیں اور بچوں سے ان پر عمل کرائیں خلاف ورزی پر سخت باز پرس کریں اور وقتاً فوقتاً مدرسہ میں آ کر اساتذہ سے ان کے تعلیمی حالات ضرور معلوم کرتے رہیں۔

(۳) تعطیلات کے ایام میں خاص طور پر بچوں کے اعمال واخلاق کی پوری نگرانی رکھیں اور بری صحبت سے بچائیں۔

(۴) نماز باجماعت کی پابندی ہر طالب کے لیے ضروری ہے ترک جماعت کے لیے کوئی غیر شرعی عذر مسموع نہ ہوگا۔

(۵) ہر طالب علم کے لیے اخلاق واعمال، صورت وسیرت، وضع قطع اور لباس میں صلحا امت کا اتباع ضروری ہے سگریٹ پینا، انگریزی بال رکھنا، داڑھی منڈانا، یا خلاف شرع کٹانا قطعاً ممنوع ہے۔ اپنے ساتھیوں یا ملازمین مدرسہ سے لڑنا جھگڑنا بدکلامی یا بداخلاقی سے پیش آنا ایک دوسرے کی چغلی، عیب جوئی، غیبت کرنا، مذاق اڑانا، بیہودہ مذاق کرنا بدترین عیوب ہیں ان سے اجتناب کرنا ہر طالب علم کا فرض ہے۔

(۶) اساتذہ مدرسہ سے عقیدت ومحبت، ان کی دل سے عزت واحترام، تحصیل علم اور استفادہ کی اولین شرط ہے لہذا ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اساتذہ کا انتہائی احترام اور اسسے قلبی وابستگی پیدا کرے، اگرچہ براہ راست اس کے استاذ نہ ہوں۔

(۷) ہر طالب علم کو اپنی شکایات اور ضروریات اساتذہ کے سامنے پیش کرنی چاہئیں اگر کوئی ساتھی زیادتی کرے تو خود جواب نہ دے، اور بدلہ نہ لے بلکہ اساتذہ کے سامنے پیش کر کے چارہ جوئی کرے۔

(۸) سبق سے غیر حاضری ناقابل معافی جرم ہے ایسی شدید ضرورت میں جو سبق قضاء کیے بغیر نہ پوری کی جاسکے

خود چھٹی کی درخواست مدرس اور دفتر کو دینا ضروری ہے کسی کے ہاتھ درخواست بھیجنا ہرگز کافی نہ ہوگا اسی طرح بیماری کی درخواست اس وقت منظور ہوگی جب سبق میں شرکت ناممکن یا زیادتی مرض کا موجب ہو۔

(۹) دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کے لیے مابین عصر و مغرب کے علاوہ کسی بھی وقت دارالاقامہ سے باہر جانے کے لیے ناظم دارالاقامہ سے اجازت لینا ضروری ہے۔

(۱۰) جو طلبہ سیر و تفریح میں احباب کی ملاقاتوں میں، غیر ضروری مہمان نوازی میں اپنا وقت ضائع کریں گے تنبیہ کے بعد بھی اگر باز نہ آئے تو خارج کر دیئے جائیں گے۔

(۱۱) جس طالب علم کا کوئی مہمان آئے اسے فوراً ناظم دارالاقامہ کو اطلاع دینی چاہیے نیز اپنے احباب اور ملنے والوں کو بتلا دینا چاہیے کہ وہ صرف عصر اور مغرب کے مابین یا جمعہ کے دن ملاقات کے لیے آیا کریں۔

(۱۲) جو طالب علم مطالعہ و تکرار اور مشق تحریر و تقریر میں کوتاہی نہ کرے گا۔ تنبیہ کے بعد بھی اگر باز نہ آئے تو اسکو سزا دی جائے گی۔

(۱۳) جو طالب علم تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا مشغلہ مثلاً امامت، موذنی وغیرہ کوئی بھی آمدنی کا ذریعہ اختیار کریں گے، وہ مدرسہ کی امداد اور دارالاقامہ کی سکونت کے مستحق نہ ہوں گے، اسباق میں شرکت کی اجازت دی جائے گی، لیکن اگر وہ اسباق میں غیر حاضری کریں گے یا امتحانات میں شرکت نہ کریں گے تو مدرسہ کے طالب علم شمار نہ ہوں گے۔

(۱۴) ہر طالب علم کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن غسل کرنے اور کپڑے بدلنے سے پہلے اپنے حجرہ اور برآمدہ کو صاف کرے۔ کوڑا یا بچا ہوا کھانا مقررہ جگہ کے علاوہ اور کہیں نہ پھینکے درس گاہ، حجرہ اور برآمدہ کو خراب اور گندہ نہ کرے۔ ان کی دیواروں پر کچھ نہ لکھے۔ برتن یا کپڑے دھو کر جگہ کو صاف کر دے۔ اپنے حجرہ کی تمام چیزوں کو سلیقہ اور قرینہ کے ساتھ رکھے۔ غرض صفائی، شائستگی، تہذیب و اخلاق اور دین داری کا مثالی نمونہ پیش کرے۔

(۱۵) چونکہ مدرسہ طلبہ کی تمام تر ضروریات کی کفالت کرتا ہے اس لئے طلبہ کا فرض ہے کہ وہ اپنا تمام تر وقت یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں صرف کریں اور اپنی حوائج و ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور ذرائع کی جستجو نہ کریں، مدرسہ کی اجازت کے بغیر کسی بھی دعوت میں نہ جائیں۔

(۱۶) مابین عصر و مغرب کے علاوہ بقیہ تمام اوقات میں خصوصاً شب میں دارالاقامہ یا درس گاہوں میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وقت بھی دارالاقامہ کی حاضری لی گئی اور کوئی طالب علم موجود نہ ہوا تو وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

☆......☆......☆